رجسٹرڈ نمبر ایس ۱۰۵۵
مارچ ۱۹۷۷ء

قیمت فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

مطبوعات علامہ راشد الخیری اکیڈمی

تصانیف مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری رح

علامہ مغفور کا غیر مطبوعہ معاشرتی

بزم آخر ناول۔ میاں بیوی، ماں اور بیٹی، ساس اور داماد، دو دوستوں اور دو بہنوں کے نہایت دلآویز کردار، سچے واقعات دلچسپ پلاٹ، سبق آموز بھی، بے درد انگیز بھی۔ مجلد مع ڈسٹ کور۔ قیمت ۴ روپے

جامع اور مفصل تاریخ

سیدہ کا لال شہادت حصہ دوم
جس میں کربلا کا واقعہ بخوف طوالت نہیں ناممکن ہے کہ آنکھیں اشکبار نہ ہوں۔
سترھواں ایڈیشن مجلد مع ڈسٹ کور قیمت ۶ روپے

حقوق نسواں

مسلمان عورت کے حقوق کی حمایت
میں خواتین پاکستان و ہند کے محسن اعظم کے دردناک اور مؤثر مضامین اور تقریریں۔
قیمت ۲۰۲۵ روپے

صبح زندگی، شام زندگی کے سلسلے

شب زندگی مکمل
کا مشہور و مقبول معاشرتی ناول۔ پلاٹ واقعات نگاری، جذبات نویسی، مقصد ہر اعتبار سے بے نظیر، دونوں حصے یکجا ہیں
دسواں ایڈیشن قیمت ۷/۰ روپے

دلی کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے جشن

نوبت پنج روزہ یعنی وداع ظفر
آخری جشن دو ہے جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا۔ باعتبار ادب خود علامہ مغفور کی تصانیف میں اس کا درجہ بہت بلند ہے۔ دسواں ایڈیشن مع ڈسٹ کور۔ قیمت ۴/۵۰ روپے

خلیفہ اول کے عہد

آفتاب دمشق کی لڑائیاں تسخیر شام
کے معرکے مسلمانوں کی جانبازی کی داستان۔ حسن جہاں تاب کا دردناک انجام۔ گیارھواں ایڈیشن قیمت ۳/۵۰ روپے

طوفان حیات شرک، قبر پرستی، پیری مریدی اور رسوم بد
کے متعلق عدیم المثال درد انگیز ناول۔ بیحد دلچسپ نتیجہ خیز، سبق آموز اور مؤثر۔ پندرھواں ایڈیشن۔
آفسٹ کی چھپائی قیمت ۵ روپے

اُن مضامین کا مجموعہ

گدڑی میں لعل جن کے مطالعہ سے ان گنت
خواتین سگھڑ سلیقہ شعار ہو گئیں۔ جن کے گھر جو کبھی دوزخ تھے وہ رشک جنت بن گئے
چھٹا ایڈیشن چھپائی آفسٹ قیمت ۴ روپے

وہ بیش بہا مضامین

عروس مشرق جن میں مغرب کی اندھی
تقلید کے نقصانات اور مشرقی تہذیب کی خوبیاں دلنشیں پیرائے میں دکھائی گئی ہیں
پانچواں ایڈیشن قیمت ۲ روپے

مصور غم کی سنجیدہ ظرافت

نانی عشو نگاری کا نمونہ۔ اصلاحی قصے
طنز و مزاح میں۔ گیارھویں مرتبہ یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ قیمت صرف ۱۰۵۰ روپے

بیوہ کے نکاح ثانی پر

نوحہ زندگی حضرت مصور غم کی
معرکۃ الآرا تصنیف۔ بہت مؤثر اور درد انگیز ناول ہے گیارھویں بار چھپا ہے۔ قیمت ۲۵ روپے

ے بک ۲ دلچسپ

تمغہ شیطانی کردار اور بہر کردار میں
جاذبیت اور کشش ہے۔ پلاٹ اچھوتا، واقعات ایک سے ایک بڑھ کر دلآویز چھٹی بار قیمت ۲ روپے

روداد قفس مع گرفتار قفس
درد و غم میں ڈوبی ہوئی پرتاثیر نظمیں، عورت کی مظلومیت پر محسن نسواں کے آنسو۔ بہترین منظر کشی اور جذبات نگاری
آٹھواں ایڈیشن۔ قیمت ۲۰۵۰ روپے

صالحات یا حیات صالحہ
مصنف کا سب سے پہلا معاشرتی ناول جس میں بقول منشی پریم چند نہایت کا اونچا آئیڈیل پیش کیا گیا ہے ایک لڑکی کے کنوار پنے سے آخر وقت تک کے حالات مؤثر پیرایہ میں گیارھواں ایڈیشن قیمت ۵/۵۰ روپے

مغربی تمدن کی

بنت الوقت اندھا دھند پیروی
کا عبرتناک انجام۔ گیارھویں بار۔
قیمت ۱۰۵۰ روپے

فاروق اعظم کے عہد مبارک میں

ماہ عجم تسخیر ایران کے لئے مسلمانوں کے
شجاعانہ کارنامے عشق نامراد کا دل ہلا دینے والا افسانہ گیارھواں ایڈیشن۔ قیمت ۴ روپے

شہزادیوں کی بپتا یعنی بیلہ میں میلہ
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں لال قلعے کی رہنے والی شہزادیوں پر کیا گزری۔ نوبی بار عمدہ طباعت قیمت ۲ روپے

وہ دردناک ناولٹ جس

فسانۂ سعید میں سعید جیسی بیوہ کے
نکاح ثانی کا ہولناک انجام دکھایا گیا ہے۔
قیمت ۱۰۵۰ روپے

اُن رسولوں اور نبیوں کے

قرآنی قصے حالات جن کا قرآن مجید
میں ذکر ہے بچوں کے لئے بہت آسان زبان میں
مرتبہ مولانا رازق الخیری۔ قیمت ۳۰۵۰ روپے

قرآن مجید کے احکام

احکام نسواں عورتوں کے متعلق مجموعہ
علامہ مغفور کی ہے۔ بہت آسان زبان میں
مرتبہ مولانا رازق الخیری۔ قیمت ۳ روپے

دو حقیقی بہنوں کی

جوہر قدامت کہانی۔ ایک جدت
کی پرستار دوسری قدامت پسند۔ علامہ مغفور کا معرکۃ الآرا اصلاحی و معاشرتی ناول۔ بہت مؤثر اور درد انگیز قیمت مجلد روپے

اولاد کی شادی

شادی کا انتخاب کے وقت کن
باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ نہایت کارآمد اور دلچسپ مضامین۔ بے بہا مشورے۔
قیمت ۲ روپے

پرستار محبت بلوچن

سیلاب اشک کے تین رنگ طلاقن
کا سفید بال۔ رج اکبر۔ عدل گلبدن جیسے دردناک نہایت پر لطف اور دلآویز افسانے۔ باتصویر
آفسٹ کی چھپائی قیمت ۲۰۵۰ روپے

نسیمہ کی شادی سے موت

شام زندگی تک کے واقعات۔ یہ
صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے جس نے لاکھوں گھرانوں کو جنت کا نمونہ بنا دیا۔ آفسٹ کی چھپائی مجلد مع ڈسٹ کور دسواں ایڈیشن قیمت ۴ روپے

علامہ مغفور کے ابتدائی

قطرات اشک مشہور و مقبول
دردناک مضامین اور افسانے۔ زبان بھی اتنی پیاری کہ جملے کے جملے بار بار پڑھے جائیں۔
قیمت ۵۰۔۴ روپے

ایک طویل افسانہ جس میں

شوہرنی دکھایا ہے کہ شریف بیوی سے
بڑھ کر کوئی نعمت مرد کے لئے نہیں ہو سکتی۔
گیارھواں ایڈیشن قیمت ۱۰۲۵ روپے

سات روحوں کے اعمالنامے ایک شیطان
کی مغفرت کے لئے دنیا کی سات بہترین روحیں پیش کی جاتی ہیں۔ آخری افسانہ اس قدر درد انگیز ہے کہ بے ساختہ آنسو نکل آتے ہیں۔ قیمت ۲ روپے

علامہ راشد الخیری اکیڈمی دفتر عصمت **کراچی ۳**

Taj Tahir Foundation

مستقل ماہانہ آمدنی حاصل کیجئے
نیشنل بینک کے

ماہانہ آمدنی منصوبے

میں سرمایہ کاری کیجئے
فکسڈ ڈپازٹ اکاؤنٹس کے نظام میں
بالکل نیا تصوّر

تفصیلات کے لئے نیشنل بینک کی قریب ترین
شاخ سے رجوع کیجئے

نیشنل بینک
آف پاکستان

وقت کے تقاضوں کے دوش بدوش

RID (K) PID

MNJ 29-76

8-1-77 ASIATIC

یادگار حضرت علامہ راشد الخیری ؒ

عصمت

پاکیزہ خیالات علمی ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ماہوار ذخیرہ

مسلسل اشاعت کا ۶۹ انہتروواں سال

مارچ ۱۹۷۰ء
جلد ۱۳۸
نمبر ۳
کل نمبر ۸۲۵

مدیران
رازق الخیری
آمنہ نازلی
طارق الخیری

مقام اشاعت ———— دفتر عصمت ———— الکوہاؤس کمپاؤنڈ۔ وکٹوریہ روڈ۔ کراچی

تاریخ اشاعت ———— ہر ماہ کی ۳۰ ———— پچھلے ۵۰ سال کی کسی اشاعت میں ایک دن کی بھی دیر نہیں ہوئی

ٹیلی فون نمبر ———— رہائش ———— ڈی ۸۵ بلاک بی

۵۱۴۴۵۶ ———— ۶۱۰۸۷۲ ———— شمالی ناظم آباد کراچی

چندہ سالانہ پیشگی: ۱۵ روپے بذریعہ وی۔ پی ۱۶/- روپے

ممالک غیر سے : ۳۰ روپے پانی کے جہاز سے

اور ہوائی جہاز سے ۴۵/- روپے

قسم خاص (سفید کاغذ کا اڈیشن) سالانہ ۳۰/- روپے

دفتر عصمت سے ۲ ماہنامے اور شائع ہوتے ہیں

بنات۔ بچیوں کا باتصویر رسالہ ۱۹۲۷ء سے مسلسل نکل رہا ہے

جوہرِ نسواں زنانہ دستکاری کا رسالہ ۱۹۳۴ء سے جاری ہے

قیمت فی پرچہ ———— ۱/۵۰ روپے

اگر اس گول دائرہ ◯ میں ایسا نشان سرخ پنسل کا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہوگئی۔ اس لئے آپ مہربانی کر کے عصمت کا سالانہ چندہ ۱۵/- روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں ورنہ آئندہ ماہ کا رسالہ ۱۶ روپے کا وی پی آئیگا۔ منیجر

رازق الخیری پبلشر نے ایجوکیشنل پریس کراچی میں چھپوا کر دفتر عصمت کراچی سے شائع کیا

Taj Tahir Foundation

جدید طرز کے
عوامی سوٹ اور
دیگر ملبوسات
کی نئی پیشکش
بہتر کپڑا
بہتر سلائی
کم قیمت

مختلف اقسام کے عوامی سوٹوں میں سے اپنی پسند کا انتخاب کیجئے

★ مزری سوٹ سلور گرے اور اسٹیل گرے رنگوں میں۔ ـ ـ ـ ـ ۴۶٫۰۰ روپیہ
★ اعلیٰ پاپلین سوٹ کئی دلکش رنگوں میں ـ ـ ـ ـ ۴۹٫۵۰ روپیہ
★ مزرینا سوٹ آسمانی اور براؤن رنگوں میں ـ ـ ـ ـ ۶۳٫۵۰ روپیہ

یوٹیلٹی اسٹورز، فیئر پرائس شاپس
اور جنرل اسٹورز پر دستیاب ہیں۔

PGC
پاکستان گارمنٹس کارپوریشن لمیٹڈ
وفاقی حکومت کا عوامی منصوبہ

RIO (K) P.I.D.
United PGS—3/76

جملہ حقوق محفوظ

ترتیب

چند باتیں		رازق الخیری	۱۱۷
دوراہا		آمنہ نازلی	۱۱۹
وہ	(نظم)	خسروی	۱۲۰
عازمانِ حجاز سے	(نظم)	اختر صاحب امرتسری	۱۲۰
جسم و جان کا سمجھوتہ		بدرالنساء رحمٰن صاحبہ	۱۲۱
بارہ سینٹ کا ٹکٹ	(افسانہ)	ثریا فیروز صاحبہ	۱۲۴
سرگذشت		ڈاکٹر جی۔ اے اصغر صاحب	۱۲۹
ساجن جب گھر آئے	(نظم)	سکندر حیا صاحبہ	۱۳۳
جنگل کے بھوت		عائشہ احسن صاحبہ	۱۳۶
شادی بیاہ		سید اوصاف علی صاحب	۱۳۷
خواب آرزوئے تمام	(افسانہ)	سید فصاحت ہمدانی صاحب	۱۳۹
جنّت البقیع کے قبّے		سید نفیسہ صاحبہ دہلوی	۱۴۱
نیکی کا فیشن		سلیم صاحب شاہجہاں پوری	۱۴۳
قائدِ اعظم کی یاد	(نظم)	مہ جبیں فاطمہ صاحبہ ماہ	۱۴۴
سلطنت آصفیہ		بیگم پاشا صوفی صاحبہ	۱۴۵
عرض حال	(نظم)	رضیہ انور صاحبہ	۱۴۷
دنیا کے یہ میلے		بہلول فارابی صاحب	۱۵۲
سنگھار و آرائش		ام۔ ایس۔ جے	۱۵۳
گلِ صد برگ		〃	
مسائل اور حل		مینا زبیری صاحب علیگ	۱۵۴
پچاس سال پہلے		عصمت مارچ ۱۹۲۷ء سے	۱۵۵
دوربین		ع	۱۵۹

چند باتیں

مارچ کی ۷ اور ۱۰ تاریخ کو اگر خدا کو منظور ہوا تو قومی اور صوبائی مجالسِ دستور ساز کے لئے سارے ملک میں بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر انتخاب ہوگا۔ مخالف جماعتوں کے جلوس نکل رہے ہیں۔ جلسے ہو رہے ہیں اور گلی کوچوں میں اپنے اپنے امیدواروں کے لئے نعرے لگ رہے ہیں۔ اخبارات ریڈیو۔ ٹی۔ وی میں صحیح یا غلط پروپگنڈا زور شور سے جاری ہے۔ ان سب کا لبِ لباب ہے کیا؟ اپنے مُنہ میاں مٹھّو۔ اپنی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملانا۔ اپنے مخالفوں پر فقرے کسنا، لعنت ملامت کرنا۔ کیچڑ اچھالنا۔ ذلیل و خوار کرنا۔ گڑے مُردے اکھاڑنا۔ حُبِّ علی نہیں بغضِ معاویہ۔ ملک کا کچھ ہی حشر ہو فریق ثانی کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا۔ مخالف کے قابلِ قدر کارناموں میں بھی کیڑے ڈالنا۔ ملیا میٹ کرنا۔ پانی پھیرنا۔ میل کا بیل۔ تِل کا پہاڑ۔ پَر کا کوا بنانا۔ جن کے کردار کا یہ عالم تھا کہ بقول شاعر

نہیں میں جو ہاں ہے تو ہاں میں نہیں ہے

جن کے قول و فعل میں زبردست تضاد ہے۔ جن میں خارجی معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ جو ایک طرف اصول اسلام سے دوسری طرف معاشیات اقتصادیات۔ تاریخ منطق کی الف، ب سے بھی واقف نہیں۔ جو معاملہ فہم ہیں نہ دور اندیش عاقبت بیں۔ کسی اہم مبحث پر معقولیت کے ساتھ گفتگو کرنے کی جن میں قابلیت ہی نہیں۔ جو بغیر کسی

Taj Tahir Foundation

دباؤ یا تعصب کے پاکستان کی بہتری کے لئے ضمیر کی
آواز [illegible]قت کے ساتھ خیالات کا اظہار کر سکیں
جن کے پیشِ نظر ملک کا نہیں اپنا اور صرف اپنا
مفاد ہو ایسے امیدواروں کو بھی مخالف جماعتوں نے
کھڑا کیا ہے۔ اُن کی حمایت میں فریقِ مخالف پر طعن
طعن۔ دشنام طرازی۔ الزام تراشی۔ دھمکیاں اور
تشدّد کی حرکتیں آخر کہاں کی شرافت ہے۔ کوئی بتائے
کہ اگر یہ باتیں نہیں ہو رہیں تو پھر کیا ہو رہا ہے؟۔
پاکستان اُردو کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ پاکستان
بننے سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد بانیٔ پاکستان
نے کیا صاف صاف الفاظ میں یہ اعلان نہیں کیا تھا
کہ پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان اُردو اور
صرف اُردو ہوگی۔ مگر سرکاری دفتروں۔ اور
کاروباری اداروں میں سب کام انگریزی میں
ہو رہے ہیں اور یہ قائد اعظم کے اعلانات سے
کھلّم کھلّا انحراف ہے کسی جماعت کے کسی امیدوار
نے یہ اعلان نہیں کیا کہ اُردو کو وہ درجہ ملنا چاہیئے
جس کی وہ حقیقتاً مستحق ہے۔ مشرقی پاکستان کے
علٰحدہ ہونے کا ایک سبب ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم
ہے۔ کراچی کے ایک مہاجر امیدوار کے سوا کسی
امیدوار نے یہ نہیں کہا کہ کوٹہ سسٹم کی لعنت ختم
کی جائے گی۔ اعلیٰ تعلیم پا کر لڑکیاں ملازمت کے
لئے بلکہ میڈیکل کالجوں وغیرہ میں داخلہ کے لئے
ماری ماری پھرتی ہیں۔ پھر معاشرہ اس قدر بگڑ چکا
ہے کہ ٹی۔ وی پر شریف زادیوں کے برائے نام
لباس میں تھرکنے۔ مٹکنے۔ ناچنے اور بے حیائی کے
مناظر پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔
بے ہودہ عاشقانہ گانے ٹی۔ وی اور ریڈیو پر سُنا
کر معصوم بچیوں کو ورغلایا جاتا اور غلط راستے
اختیار کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے ادھر لڑکیوں
کو ماڈل گرلز بنا کر پیش کیا جاتا اور نسائی وقار کو
خاک میں ملایا جاتا ہے۔ کسی سیاسی پارٹی کو ان
بُرائیوں کا احساس ہی نہیں۔ فوج پر زیادہ روپیہ
اُٹھنے پر تو اعتراض ہے۔ مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ مہنگائی
دُور کرنے سے زیادہ اہم تو یہ ہے کہ چاہے ہم
بھوکے ہی کیوں نہ رہیں ملک کو فوجی اعتبار
سے اتنا مضبوط بنا دیا جائے کہ کسی طاقت کی ٹیڑھی
آنکھ پاکستان پر نہ پڑ سکے۔ جو کام کی باتیں ہیں
ان کا تو کچھ خیال نہیں ہاں مضحکہ خیز اعتراضات
کی بوچھاڑ ہے۔ مخالفت اگر نیت بخیر ہے تو رحمت
ہے مگر یہاں تو دشمنی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ خدا
نہ کرے کہ جھگڑا فساد اور مار پٹائی کی نوبت
آئے۔ جو اندیشہ اور تشویش ہے خدا کرے
وہ سب غلط ثابت ہو۔

الیکشن خدا کرے پُر امن ہو اور خیریت
کے ساتھ اس طرح ختم ہو کہ وہ امیدوار کامیاب ہوں
جن کے دل میں زبانی نہیں اسلام کا واقعی درد
ہو اور جو سچے پاکستانی ہوں۔ جن میں اتنی سوجھ
بوجھ تو ہو کہ کھرے اور کھوٹے، ہیرے اور پتھر
میں امتیاز کر سکیں جنھیں خدا نے دماغ دیا
ہے اور اس کے ساتھ ہی دلِ درد مند بھی۔

رازق الخیری

Taj Tahir Foundation

آمنہ نازلی

دوراہا

ایک گول دائرہ کے نزدیک دوراہے پر کھڑا ہوں۔
دائیں بائیں دو سڑکیں ہیں نہ جانے کہاں ختم ہوتی ہیں۔
سالہا سال سے یوں ہی کھڑا ہوں جیسے ایک مجسّمہ۔
رِم جھم کرتے باد و باراں اور جُھلستے ہوئے جھکڑ میرے چہرے سے ٹکراتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔
گرد و غبار کے اونچے اونچے پہاڑوں میں میرا ہیکر گم ہو جاتا ہے۔
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادلوں کی گڑگڑاہٹ میں بجلی کی چمک میرے سر پر سرچ لائٹ ڈالتی ہے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کائنات بھی میری تصویر لے رہی ہے۔
اور پھر جب سیاہ بادل گھر کر آتے ہیں تو بہت سی دیویاں اپنے گھنیرے بالوں کی اوٹ میں میرے مجسّمہ کو چھپا لیتی ہیں۔
اور پھر ایک زور کا کڑاکا ہوتا ہے۔
تڑاتڑ تڑاتڑ موٹے موٹے برفانی اولے میرے جسم کو چھید ڈالتے ہیں۔
سالہا سال سے یوں ہی کھڑا ہوں۔
دیوہیکل پرندے لمبے لمبے پروں سے میرے چہرہ کو تھپیڑتے نکل جاتے ہیں۔ مگر میں چُپ ہوں۔
موٹے موٹے خوفناک گدھ میرے دائیں بائیں منڈلا رہے ہیں۔ نہ جانے وہ گردنیں اُٹھا اُٹھا کر کیوں دیکھ رہے ہیں۔ شاید ابھی لئے کہ میں خاموش اور ساکت کھڑا ہوں۔
چند معمر اباہیلیں میرے دونوں بازوؤں سے لٹک رہی ہیں۔ اور چمگادڑوں نے اپنے لچکدار پنجوں سے میری گردن کی بوٹیوں کو گرفت میں لے رکھا ہے۔
میرے آس پاس کالی چمکیلی ناگنیں بل کھاتی لہرا رہی ہیں اور کمر کو ایک مہیب اژدہے نے جکڑ رکھا ہے۔
اُفق کا تو کہیں دُور دُور پتہ نہیں چلتا۔
نہ جانے یہ کونسا دوراہا ہے۔ نہ جانے یہ کونسی دو سڑکیں ہیں۔ ایک سیاہ اور دھوئیں دار اور دوسری کسی پُرانی ممی کا سفید خوفناک مجسّمہ۔ سُنتا ہوں ان دونوں سڑکوں میں سے ایک سڑک جہنّم کو جاتی ہے اور دوسری برزخ کو۔
جب کوئی آگ سے جل اُٹھتا ہے تو چند آسمانی بلائیں برف کی سِلّیوں پر لِٹا کر اس کے جسم کو ٹھنڈا کرتی ہیں اور جب برف کی دھوئیں دار سِلّیوں سے خون یخ بستہ ہو کر جم جاتا ہے تو پھر جہنّم کی آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور چند منٹ میں یخ بستہ لہو پھر پگھلنے لگتا ہے۔ سالہا سال سے کھڑا تک رہا ہوں.... یہ دوراہیں میری زندگی کا حاصل ہیں۔
نرم گرم موسموں میں یہ دوراہیں —

"خسروی"

"وہ"

وہ ایک شخص کہ ہم سے کبھی ملا بھی نہیں
سوائے اُس کے مگر اور اسرا بھی نہیں
وہ ایک شخص کہ مرکزِ شہود و غیب کا ہے
بغیر اُس کے بنا کوئی دائرہ بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ ہر رُوپ کا ہے رنگ وہی
خود اس کا رنگ مگر آج تک کھلا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ حسن اُس کا ہے نہاں ابتک
وگرنہ عشق سے آساں تو مسئلہ بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ ہر بات میں ہے سب کی طرح
کچھ ایسی بات مگر ویسا دوسرا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ ہر شخص سے بلند مگر
کہا ہے اس نے کبھی خود کو دیوتا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ فوق البشر سا لگتا ہے
خدا ہی جانے وہ کیا ہے اگر خدا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ جو نازِ انفس و آفاق
نیاز ایسا مگر، دعوائے انا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ مقصودِ کائنات، مگر
خود اس کا قصد سوئے دوست کے سوا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ جو حرفِ آخرِ حق ہے
وہ حرف، جس کے سوا اور کچھ لکھا بھی نہیں
وہ ایک شخص کہ ہر عہد میں محمدؐ ہے
کسی سے حمد کا حق گو ادا ہوا بھی نہیں
وہ ایک شخص، کہ دو جگ میں خسروی اُسکی
خود اُس کے پاس مگر ایک بوریا بھی نہیں

اکرم علی اختر امرتسری

عازمانِ حجاز سے خطاب

سوئے طیبہ جانے والو! خوش نصیب انساں ہو تم
زیب دیتا ہے کہ اپنے بخت پر نازاں ہو تم
بندگانِ حق نبیؐ کے تابعِ فرماں ہو تم
عاشقانِ مصطفےٰ ہو صاحبِ ایماں ہو تم
آج اُس دربارِ عالی سے بُلاوا آگیا
کس قدر مسرور ہو شاداں ہو تم فرحاں ہو تم
تم ہو دنیا میں معزز۔ آخرت میں کامیاب
رحمۃ اللعالمیں کے اب تہہِ داماں ہو تم
دل میں ہے عشقِ نبیؐ کا اک سمندر موجزن
اپنے سینے میں لئے جذبات کے طوفاں ہو تم
کیف و مستی میں سراپا جھوم کر چلنا وہاں
ہے شرف کتنا شہِ لولاک کے مہماں ہو تم
یاد رکھنا دوستو! اپنی دعاؤں میں مجھے
جس گھڑی محوِ طوافِ کعبۂ ذی شاں ہو تم
یاد رکھنا دوستو! اپنی دعاؤں میں مجھے
جس گھڑی محوِ جمالِ روضۂ سلطاںؐ ہو تم
یاد رکھنا دوستو! اپنی دعاؤں میں مجھے
جس گھڑی محوِ طوافِ کوچۂ جاناں ہو تم

Taj Tahir Foundation

بدرالنسا رحمٰن

جسم و جان کا سمجھوتہ قائم رکھئے

افلاطون کا قول ہے کہ اگر جسم اور روح میں یگانگت باقی نہیں رہتی تو انسان مستقل روگ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر روح تشنہ اور ذہنی سکون سے نابلد ہے تو جسم انسانی کبھی بھی صحت مند نارمل اور چاق و چوبند نہیں رہ سکتا اور اگر جسم ناتواں ہے کمزور ہے۔ مختلف قسم کے ایک یا ایک سے زیادہ مرض میں مبتلا ہے تو روح کی بالیدگی چہرہ کی شگفتگی اور قوتِ حس رُک جائے گی۔ اگر انسان جسمانی طور پر بیمار ہے اور اس کو اپنی صحت و زندگی کی طرف سے اطمینان نہیں ہے تو وہ یقیناً ذہنی طور پر کبھی بھی مطمئن نہیں رہ سکتا اس کے روز و شب اسی اُلجھن میں گزریں گے۔ خدا معلوم اس کو کون سا مرض لاحق ہے۔ دِق ہے کینسر ہے زخمِ جگر ہے۔ ضعفِ معدہ ہے۔ کتنے دن زندہ رہنا ہے۔ دنیا صرف چند روزہ ہے۔ موت نگاہوں میں ناچتی رہتی ہے۔ دنیا سے لگاؤ تو ہے مگر دلچسپی نہ رہنے کی وجہ سے کسی ٹھوس کام کے کرنے سے لاتعلقی برتتا ہے۔ طبیعت اچٹی اچٹی رہتی ہے تنفس اُلجھا سا محسوس ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ زمانہ کی بے ڈھنگی چال نے ایک آپا دھاپی مچا رکھی ہے۔ انسان صبح سویرے اُٹھتا ہے تو چاق و چوبند جسم اور صاف ستھرے ذہن کی بجائے آنے والے دن کی بے شمار اُلجھنیں، ذمہ داریاں اور پریشانیاں اس کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ ان تمام تھکا دینے والی غیر دلچسپ بے مصرف مشقت کے خیال سے جھرجھری سی آجاتی ہے۔ تمام اُلجھنوں نے سیدھے سبھاؤ معاملات سے نبٹنے کے بجائے اُلجھنے ہی کا عادی بنا دیا ہے۔ چھوڑو بھی اس کام کو نہ ہونا ہے نہ ہوگا۔ میرا تو کوئی بھی کام نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے میری قسمت ہی خراب ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی عمرِ عزیز کے بیشتر لمحات ضرورت سے زیادہ سنجیدہ صورت اور رنج و غم کی تصویر بنے گذر جاتے ہیں اور پھر بیشتر لوگوں کو تو موت کا خیال سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے پیچھا نہیں چھوڑتا خاص طور سے درمیانی عمر کے بعد تو جب ذمہ داریوں کی یلغار ہوتی ہے اور ساتھی سنگھی موت کے دامن میں پناہ لینے لگتے ہیں تو اس وقت زندگی حقیقی معنوں میں حباب جیسی محسوس ہونے لگتی ہے۔ ہلتے جُلتے اُٹھتے بیٹھتے موت کا خوف غالب رہتا ہے۔ یقیناً موت جیسی بھیانک انجام کے مستقل خیال سے دل، دماغ ذہن، ہاضمہ سب کچھ متاثر ہو سکتا ہے۔ انسان جب تک اپنے دل کا بُخار نکال سکتا در پیش مشکل حالات کی گتھیوں کو سُلجھانے کے طور طریقے دریافت

Taj Tahir Foundation

کرنا رہتا ہے تو سوچ بچار کا دھارا صحیح نہ صحیح سمت پہنچ ہی جاتا ہے۔ لیکن جس لمحہ انسان اپنے معمّہ کے حل میں ناکام ہو کر دل چھوڑ بیٹھتا ہے تو اس کی اُلجھن بالکل تالاب میں رُکے ہوئے گندے پانی کی طرح ہوتی ہیں جس میں پتھر ڈالنے سے اس کی لہروں میں ارتعاش تو پیدا ہوتا ہے لیکن پانی کے نکاس کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ بقول علّامہ اقبال۔

گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست

انسان کی ذات میں ہر مشکل پر قابو پانے کی خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے اس کو پھلنے پھولنے اور پنپنے کا موقع اس صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ صرف ذہن اور جسم کا سمجھوتہ قائم رکھنے میں کامیاب ہو سکے بیماری دکھی بھی جینے کے ساتھی ہیں۔ زندگی ہوگی تو دکھ بھی ہزار ہوں گے۔ مریض بے شک طبیب کو حالِ دل کھول کر بتا دے۔ تاکہ طبیب کو مرض کی تشخیص میں تیر تکّے پر کام نہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ موجودہ طریقہ علاج سمجھ سے باہر ہے کہ اطبّا خطرناک سے خطرناک جان لیوا مرض کو پھٹ سے مریض کے مُنہ پر کہہ ڈالتے ہیں۔ اطبّا پہلے تو صرف مریض کے لواحقین کو ضرور بتا دیتے تھے کہ مرض کی نوعیت اور شدّت کیا ہے۔ تاکہ تیمار دار تمام احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ مریض کی تفریح اور دلجمعی کا خیال رکھیں اور مرض کی شدّت کا احساس نہ دلایا جائے۔ ہاں اکثر امراض ایسے جان لیوا ہوتے ہیں کہ مریض سے مرض چھپائے نہیں چھپتا وہ اور بات ہے۔ لیکن دل جگر معدہ کے مریض کو خطرے کا سگنل اس کے مُنہ پر دے دیا جائے تو نئے اور بے شمار امراض دل برداشتہ ہو کر پیدا ہو سکتے ہیں۔ دمہ۔ سر میں درد۔ چکر۔ پیچش۔ اسہال تمام ذہنی الجھنوں کا شاخسانہ ہیں۔ خاص مرض کے ساتھ دوسری یہ تمام بیماریاں ذہنی گھٹن پیدا کر کے بے موت مار ڈالتی ہیں۔ طبیب کا تو فرض ہے مثالیں دے کر مرض کی شدّت کو کم بتائے اور صحت کا ۸۰٪ یقین دلا دے تو مریض کا حوصلہ بلند رہے اور جسم و ذہن کا توازن برقرار رہ کر زندہ رہنے کا حوصلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ذہنی اُلجھن، گھبراہٹ اور اونٹ پٹانگ حرکتوں کا علاج تو ڈاکٹر سائیکاٹرسٹ کرتے ہیں۔ لیکن انسانی پریشانی دماغی اور ذہنی انتشار کی وجوہ اکثر و بیشتر انسان کے اپنے ہی عادت و اطوار۔ ماحول مالی پریشانی سماجی الجھنوں کی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ بدہضمی۔ مستقل تھکن۔ خالی الذہن گُم سُم سا رہتا ہے اگر انسان غصّہ اور جذبات میں اپنی اُلجھنوں کا بُخار نکالنے کا عادی ہے تو وہ یقیناً بگڑے ہوئے حالات سدھارنے کی بھی اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر وہ صرف سوچ بچار کے بجائے خاموشی اور گھٹن کا شکار رہے تو کسی قسم کے بھی مشکل معمّہ کے حل تلاش کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ اطبّا کا مشورہ ہے کہ ایسی صورت میں جہاں تک ممکن ہو ماحول اور حالات بدلنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ مثلاً اگر بہت زیادہ غُل غپاڑے میں رہنے کی عادت ہے تو مریض کو کسی بے تکلف دوست کے یہاں پُرسکون مقام پر پہنچا دیا جائے۔ مختصر سفر کیا جائے۔ یا کوئی ایسا نیا کام شروع کیا جائے جس سے مریض کو خوشی محسوس ہو

Taj Tahir Foundation

اس کی پچھلی دلچسپیاں بحال ہو سکیں۔ گھر کے پاس پڑوس اردگرد کے ماحول رنگ روغن فرنیچر وغیرہ کا اثر بھی جذبات کے اُبھارنے یا پرسکون بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی ٹرانسسٹر کی چیخ پکار اگر بے سُرے طریقے پر مسلسل ہو تو گھبراہٹ اور اُلجھن پیدا ہوتی ہے۔ بہت گہرے گہرے رنگوں کے پردہ یا گھر کے در و دیوار سے بھی دحشت معلوم ہوتی ہے۔ ہلکے پھلکے۔ گلابی پیازی، نیلے، سبز رنگ ذہن پر بہت پُرسکون اثر چھوڑتے ہیں۔ کشادہ پلنگ آرام دہ کشادہ کرسیاں ملائم گدّوں کے تخت پوش۔ سفید چاندنی بچھی ہوئی نظروں کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ذہن کو پُرسکون تاثر دیتے ہیں۔ تبدیلی عموماً خوش آئند ہوتی ہے۔

ہمارے یہاں کچھ ایسا آپا دھاپی کا ماحول ہوتا ہے کہ نہ آنے والوں کا کچھ پتہ ہوتا ہے نہ مہمانوں کی خاطر مدارات کا ٹھکانا ہوتا ہے۔ جمعدار ملازم کی وجہ سے شامت اعمال کام کے وقت کی صحیح تقسیم مشکل ہے نوکر جمعدار وغیرہ پر بھروسہ نہ کریں تو کیا کریں۔ سارے کام ہاتھوں سے کرنے کی نہ تو سہولت ہے نہ عادت اس لئے وقت کی صحیح تقسیم کون سا کام کس وقت انجام دیا جائے کا مشکل تر ہے۔ ہم وہ کام کئی کئی گھنٹوں میں انجام دیتے ہیں اور بھاگ دوڑ تھکن سے گھبراہٹ پیدا کر لیتے ہیں۔ جب کہ منجھے ہوئے عادی لوگ جو ملازم طبقہ پر بھروسہ نہیں کرتے بہت قلیل اور مختصر وقت میں کام نمٹا کر میل ملاپ شادی بیاہ وغیرہ تقریبوں میں چاق و چوبند رہتے ہیں۔ خود اعتمادی کی کمی ہمیشہ دوسروں پر مدد کی طلبگار رہتی ہے یہ عادت بچپن سے ہی پیدا ہو کر پختہ ہو جاتی ہے۔ اس کا چھٹنا بھی بڑی بات ہے۔

کچھ عرصہ پہلے کسی اخبار یا رسالے میں نظر سے گذرا تھا کہ ایک باغبان پھولوں کا بہت شوقین تھا۔ اپنے چمن کی دیکھ بھال دل و جان سے کیا کرتا۔ جب اسکی محنت کا ثمر اس کو ملتا باغ میں اعلیٰ درجہ کے لال پیلے نیلے گلابی پھول کھلتے اور چمن باغ و بہار ہو جاتا تو اس کا چہرہ مہرہ بھی گلابی ہو جاتا۔ اس نے نمائش میں بے شمار انعامات بھی حاصل کئے۔ ایک سال موسمِ بہار میں چمن گُل گلزار بنا ہوا تھا کہ دفعتاً فضا میں کیڑا مار دوائی چھڑکی گئی تیز دوا کے زہریلے اثر سے باغ کے سارے پھول یکدم مُرجھا گئے۔ مالی کو اس واقعہ کا ایسا ذہنی صدمہ پہنچا کہ دفعتاً اس کی آنکھوں کی بینائی غائب ہو گئی۔ لیکن اس نے ہمّت نہ ہاری۔ کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد پھر سال بہ سال تازہ رنگ برنگے عمدہ پھولوں سے باغ مہکنے لگا تو مالی کی کھوئی ہوئی بینائی واپس آ گئی۔

اور اب تو عصمت میں جناب ڈاکٹر جی۔ اے اصغر صاحب کی خود نوشت حالات پڑھنے سے حقیقت کو مکمل تقویت ملتی ہے کہ مرض کی حقیقت کیا ہوتی ہے تیر تکے پر علاج ہو تو کیا خطرناک نتیجہ نکل سکتا ہے۔

تجربہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ذہنی اُلجھن اور گھبراہٹ سے پتہ میں پتھری بن جاتے ہیں۔ دانت اور مسوڑھے تک متاثر ہوتے ہیں۔ دمہ، درد سر، جگر وغیرہ بھی ذہنی عدم توازن کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لہٰذا دوسروں کی نکتہ چینی کی پرواہ کئے بغیر بے حد اعتماد سے جو کچھ ذہن میں آ جائے کر ڈالئے۔ اس وہم کو ختم کر دیجئے کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے۔

Taj Tahir Foundation

مصنف الفرڈ ہچکاک
مترجمہ ثریا فیروز ایم اے

بارہ سینٹ کا ٹکٹ

لنی سپرنگ اپنی کرایہ کی گاڑی میں ڈیبر ومنیا کی وسیع سڑک طے کر کے ویڈل رونکو کے تنگ کوچہ میں گھوم گیا اُس وقت رات کے ساڑھے نو بجے تھے۔ وہ مکان نمبر ۹ کے بالمقابل جا کر رُک گیا اور گاڑی سے باہر نکلا۔ اُس گلی میں فلورنس کی چہل پہل کا کوئی پتہ نہ تھا سب جگہ خاموشی تھی۔ البتہ بجلی کبھی کبھی کوندکر اس بات کا یقین دلا رہی تھی کہ بارش ہونے والی ہے۔ مکان نمبر ۹۔ ان قدیم گھروں میں سے تھا جن کی ساخت قرون وسطیٰ کی عمارات سے ملتی جلتی ہے اور اب اس میں ایک شخص بنام زلفافلی رہتا تھا جس کے پاس ٹکٹوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ لنی سیڑھیوں پر چڑھ کر بڑے دروازے کے سامنے رُک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا مگر اُس وقت وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اس نے کتنی مرتبہ گھنٹی کا بٹن دبایا مگر کسی نے بھی اس کو جواب نہ دیا۔ اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی جیب میں سے پلاسٹک کا تعارفی کارڈ نکالا۔ اور بڑے ڈرامائی انداز سے اس کو دروازہ کی دراڑ میں سے اندر ڈالا اور پھر تالے پر زور ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ گھر کے تاریک برآمدے میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر تک اُس نے آہٹ پر کان لگائے مگر ہر طرف خاموشی تھی۔ جب اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہونے لگیں۔ اس کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ مسٹر زلفافلی آج بارہ بجے اسپتال میں داخل ہو چکا ہے۔ کیونکہ اس نے اسپتال کے دروازے تک اس کا تعاقب کیا تھا۔ اور یوں اس کو یقین تھا کہ گھر خالی ہے اس میں کوئی نہ ہوگا۔ اس وقت وہ وہاں اکیلا تھا۔ اس نے آہستہ سے گھر کا دروازہ بند کیا۔ اور ٹارچ روشن کی۔ تاکہ برآمدے کو دیکھ سکے۔ برآمدے میں ایک زینہ اوپر کی طرف جاتا تھا۔ اسی کمرے میں گزشتہ روز اس نے زلفافلی سے ملاقات کی تھی۔ اگر یہ اٹلی کا ضدی شخص اپنی بات پر اَڑ نہ جاتا تو آج اس کو اس کے گھر میں چوری سے گھسنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ لنی آہستہ سے زلفافلی کے کام کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جو چیز اس امریکی ذخیرہ اندوز کو یہاں تک کھینچ لائی تھی۔ وہ ایک اور ٹکٹ تھا۔ سرخ رنگ کا ایک ٹکٹ جس کی کل قیمت بارہ سینٹ تھی۔ یہ ٹکٹ ۱۸۶۱ء کا تھا۔ اس کی اس وقت قدر و قیمت بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس قسم کے فقط دو ٹکٹ ساری دنیا میں تھے۔ لنی سپرنگ نے آہستہ سے چھت کا بلب روشن کیا پھر دیوار میں لگی بڑی الماری کی طرف بڑھا جس میں زلفافلی نے اپنا خزانہ یعنی ٹکٹ وہاں پر محفوظ کر رکھے تھے۔ اس کو اس مخصوص ٹکٹ کی جگہ اچھی طرح معلوم تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ وہ البم کی کونسی جلد میں ہوگا۔ اس نے الماری کا قفل ایک تار سے جو بہت پرانی ایجاد ہے کھول لیا۔ اس کو اس ٹکٹ کی جگہ بھی یاد تھی اس نے جلدی سے وہ البم نکال لیا جس میں وہ ٹکٹ لگا تھا۔ یہ البم ۱۸۵۰ء - ۸۰ تک کے ٹکٹوں کا تھا جو الماری کے سب اوپر کے خانہ میں رکھا تھا۔ لنی نے ایک دن قبل

Taj Tahir Foundation

گفتگو کے دوران زلفانلی سے اس ٹکٹ کے خریدنے کی پیشکش بھی کی تھی۔ لیکن زلفانلی نہیں مانا تھا اور اب وہ کسی قسم کی قیمت ادا کئے بغیر مفت میں یہ ٹکٹ حاصل کر رہا تھا۔ لنی نے اس شخص کے ساتھ گرینڈ ہوٹل میں ملاقات کی تھی۔ اس ہوٹل میں ٹکٹ جمع کرنے والوں اور ٹکٹ کے قدردانوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ یہ دونوں رسمی تعارف کے بعد محو گفتگو ہوئے تھے۔ اور اسی گفتگو میں ان کو بارہ سینٹی ٹکٹ کا پتہ چلا تھا اور لنی نے آج تک یہی سن رکھا تھا کہ یہ صرف دو ٹکٹ باقی ہیں۔ یہ یقین دلانے کے لئے زلفانلی اس کو اپنے گھر لایا تھا اور اس کو وہ ٹکٹ بھی دکھایا چنانچہ لنی نے اس ٹکٹ کو خریدنے کی ہزار کوشش کی مگر زلفانلی نے اس کو بیچنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ٹکٹ تو اس کو وراثت میں ملا ہے۔ اس لئے اپنے مرنے کے بعد وہ اس ٹکٹ کو قومی لائبریری کو دیدے گا۔ کیونکہ وہ تو خود بیمار ہے اور اس کی حاصل شدہ رقم اس کے کسی کام نہیں آسکتی۔ اس کا خیال تھا کہ اسے دل کی بیماری تھی۔ لنی جو کہ واقعی اس ٹکٹ کا دیوانہ بن رہا تھا۔ اس کے ذہن میں اس ٹکٹ کو چرانے کا خیال پیدا ہوا اس کو البم نمبر ۲ کا صفحہ ۲۶ ابھی تک یاد تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں پر چمڑے کے باریک دستانے چڑھا رکھے تھے۔ اس نے آہستہ سے البم کھول کر مطلوبہ صفحہ نکالا سرخ رنگ کا بارہ سینٹ کا ٹکٹ اس ورق پر چسپاں تھا۔ اس نے دیر نہ لگائی اور جلدی سے وہ صفحہ البم میں سے الگ کر کے اس کو احتیاط سے دہرا کر کے اندر کی جیب میں رکھ لیا۔ اب وہ کسی جھگڑے کے بغیر اس ٹکٹ کا مالک تھا جس کے لئے ہزاروں کی رقم خرچنے پر بھی آمادہ تھا لیکن اس کا مالک کسی طرح بھی راضی نہ ہوتا تھا۔ اس نے خوشی سے البم بند کر کے اپنی جگہ پر رکھ دیا اور کوشش کی کہ ہر چیز اپنی جگہ پر قائم رہے۔ پھر الماری بند کردی۔ بالکل یونہی جیسے کہ کبھی کھلی ہی نہ تھی۔ اور خود الٹے پاؤں باہر کے دروازے کی طرف کھسکا۔

ابھی وہ الماری سے چند ہی قدم آگے بڑھا تھا۔ کہ کسی نے اس کے عقب سے کہا۔ "مسٹر سپرنگ۔ یہ آپ ہیں؟ یہاں آپ کیا کر رہے ہیں؟"

ٹھنڈا پسینہ اس کے سارے جسم پر بہہ نکلا اور وہ جلدی سے گھوم گیا۔ زلفانلی اس کے بالمقابل کھڑا تھا۔ اس کا دل گھبراہٹ اور خوف سے تقریباً دھڑکنا بھول گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک پریشان رہنے کے بعد اس نے رک رک کر کہا "مسٹر زلفانلی! ...... میرا خیال تھا۔ میں سمجھا تھا کہ آپ ......" زلفانلی نے خود اس کا جملہ پورا کرتے ہوئے کہا "آپ کا خیال تھا کہ میں اس وقت اسپتال میں ہوں گا۔ لیکن مجھے بیحد افسوس ہے کہ میں نے تمہیں مغالطے میں ڈالا تھا۔ کیونکہ وہاں ایک شخص کے لئے کمرہ خالی نہ تھا۔ اس لئے میں وہاں سے واپس لوٹ آیا۔ سوچا کل کرائی جائے گی" لنی کوشش کر رہا تھا کہ خوف کو اپنے دل سے نکال لے اس نے کہا۔ لیکن میں نے تو چند بار گھنٹی بجائی بھی تھی۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔

"ہاں" یہ گھنٹی تو بہت دن سے خراب ہے اور جب میرے دوست آتے ہیں تو دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ لیکن خطرے کی گھنٹی جو میں نے اپنی الماری سے لگا رکھی ہے وہ کام کرتی ہے۔ اور جب تم نے الماری کا

دروازہ کھولا تھا۔ اس نے بج کر مجھے بیدار کر دیا ہے۔"
اس کے بعد زلفانلی نے تیز نظروں سے لنی کا سراپا دیکھا اور کہا "تم اس قدر لالچی اور ذلیل ہو کہ تم میرے جان سے عزیز ٹکٹ کو چرانے آئے ہو۔" "نہیں مسٹر زلفانلی۔ یہ بات نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ غلط فہمی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میری حماقت نے مجھے اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ میں ایک بار پھر اس خوبصورت ٹکٹ کو دیکھ لوں اور اسی وجہ سے یہاں آیا بھی تھا۔ ورنہ میرا کوئی برا ارادہ نہیں ہے۔" زلفانلی نے سر ہلا کر کہا۔ "بہت بہتر میرے دوست۔ میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔ ایسا جنون کبھی کبھی ہم جیسے لوگوں کو ہو ہی جاتا ہے لیکن خدا کرے کہ پولیس والے بھی تمہاری بات کا یقین کر لیں۔"

"کیا کہا پولیس۔ تو کیا آپ نے پولیس کو بھی مطلع کر دیا ہے؟" زلفانلی نے جبکہ وہ اپنا ایک ہاتھ سینہ پر رکھ کر زور سے دبا رہا تھا۔ ایک کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا۔ "میرا خیال ہے کہ مجھے دل کی تکلیف ہے اور اب میں بخوبی محسوس بھی کر رہا ہوں کہ مجھے یہی تکلیف ہے۔ .... ہاں تو آپ نے پولیس کے بارے میں پوچھا تھا۔ جی ہاں جب میں الارم کی آواز سے جاگا ہوں تو میں نے اپنے سونے کے کمرے میں سے پولیس کو اطلاع کر دی تھی۔ آخر مجھے کیا خبر تھی کہ یہ تم ہو گے کہ ٹکٹ دیکھنے کی غرض سے چپکے سے میرے گھر میں آ جاؤ گے!" زلفانلی اس کے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ اس نے اچانک چیخ ماری اور کرسی پر سے زمین پر لڑھک گیا۔ لنی نے ایک دم دیکھا کہ بدبخت ذخیرہ اندوز دل کے دورہ سے مر چکا ہے۔ تو اس نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور بھاگنا چاہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ابھی پولیس کے لوگ پہنچنے والے ہی ہوں گے۔ اس نے فوراً بتی بجھا دی اور جلدی سے نکلنے والے دروازے کی طرف بھاگا۔ اس نے احتیاط کے ساتھ دروازہ کھولا۔ آہٹ یا کسی قسم کی آواز نہ سنی۔ چنانچہ باہر نکل آیا۔ اس وقت بارش شروع ہو چکی تھی۔ لیکن لنی کو بارش کے بارے میں سوچنے کی مہلت نہ تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ پولیس کے آنے سے قبل جتنی جلدی ہو سکے اس جگہ سے دور چلا جائے۔ لیکن اس وقت اس کو "دیا رومانا" کی سڑک پر سے پولیس گاڑی کے الارم کی آواز بھی آ گئی اور اس سے پہلے کہ وہ اپنی گاڑی کی طرف جانے کی فرصت پا سکے۔ اچانک پولیس گاڑی گلی میں آن پہنچی۔ انہوں نے اپنی سرچ لائٹوں سے ساری گلی روشن کر دی۔ اور اس کی روشنی میں لنی بھی آ گیا۔ چنانچہ اس نے بغیر سوچے سمجھے ایک ایسا کام کیا جس نے اس کو اس مصیبت سے چھڑا لیا۔ اس طرح کہ اس نے بند دروازے کے قریب کھڑے ہو کر دروازہ کی گھنٹی کے بٹن پر ہاتھ رکھا۔ جیسے کہ وہ گھنٹی بجا رہا ہو۔ پولیس گاڑی رک گئی اور تین سپاہی اس میں باہر نکلے۔ ایک گلی کے پہرے پر کھڑا ہو گیا۔ دوسرا گلی کے آخر میں دوڑ گیا کہ اس طرف بھی دیکھ لے اور تیسرے نے لنی کے قریب آ کر اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیا آپ مسٹر زلفانلی ہیں؟"
"نہیں، میں ایک امریکی ہوں۔" "ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس گھر میں چور آ گئے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے؟" لنی نے سر جھٹک کر کہا۔ "نہیں تو میں آپ کے آنے سے فقط ایک منٹ پہلے اس جگہ پہنچا ہوں۔ گھنٹی بجائی ہے لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ میں مسٹر زلفانلی کا دوست ہوں۔" پولیس والے نے ادب کے ساتھ کہا۔ "آپ مہربانی فرما کر تھوڑی دیر یہاں رک جائیں۔ تاکہ ہم اندر جا کر دیکھیں کہ بات کیا ہے۔"

Taj Tahir Foundation

اور پھر آہستہ سے اپنے دوست کے کان میں سرگوشی کی اس کے بعد چند ضربات لگانے کے بعد دروازہ توڑ دیا۔ اور ٹارچ لے کر اندر داخل ہو گیا۔ دوسرا سپاہی لنی کو پولیس کی گاڑی کی طرف لے گیا اور اس سے کہا کہ گاڑی کے اندر بیٹھ کر میرا انتظار کریں۔ لنی مجبور تھا۔ جا کر بیٹھ گیا۔ بارش ابھی تک لگاتار ہو رہی تھی۔ دس منٹ کے بعد ایمبولینس گاڑی کے ہارن کی آواز آئی۔ کچھ کمپاؤنڈر مکان میں گھس گئے اور تھوڑی دیر ہی میں انہوں نے زلفانلی کی لاش باہر نکال کر ایمبولینس میں ڈال دی۔ اس وقت وہ پہلے والا سپاہی بھی اندر سے باہر آ گیا۔ اور لنی سے کہا کہ ذرا اس کے ساتھ اندر چلے۔ جاتے ہوئے لنی نے روشنی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ارے یہ تو زلفانلی ہے۔ یہ ضرور دل کی حرکت بند ہو جانے سے مر گیا ہے۔ آخر اس کو دل کا مرض تھا۔ اچھا تو یہی وجہ تھی کہ کسی نے بھی دروازہ نہیں کھولا۔ پولیس والے نے کہا "جی ہاں۔ ڈاکٹر معائنہ کے بعد ہمیں بتائیں گے۔ معاف کیجیئے۔ معاف کیجیئے میرا نام کوزا ہے۔ آپ بیٹھ جائیے اور بتایئے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔"

"میں۔ یعنی کہ لنی سپرنگ امریکہ کا باشندہ ہوں۔ اور ٹکٹ جمع کرنے کا شوقین ہوں۔ ٹکٹ جمع کرنے والوں کی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں یہ میرا پاسپورٹ ہے اور میں گرینڈ ہوٹل میں رہتا ہوں۔ آپ ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کوزا نے آہستہ سے اپنے ساتھی کے کان میں کچھ کہا۔ اور جب کمرے سے باہر نکلا تو لنی سے دوبارہ کہا۔ آپ جانتے ہیں نا کہ مسٹر زلفانلی نے ہمیں ٹیلی فون پر بتایا تھا کہ ان کے گھر میں کوئی گھس آیا ہے کیونکہ اس کی الماری کی خطرے کی گھنٹی نے بج کر اس کو نیند سے بیدار کر دیا ہے۔ تو ہم جلدی سے ہاں سے چل پڑتے اور تقریباً ۱۷ منٹ میں یہاں آ پہنچے ہیں۔ اور آپ کو گھر کے دروازے پر پایا ہے۔ اور اندر گھر میں تو کسی چور کا نشان تک نہیں۔ صرف زلفانلی کی لاش ہی ملی ہے اس لئے ہمیں تو آپ پر ہی شک ہوتا ہے اور ہم اب آپ سے چند سوالات کریں گے۔ آپ زلفانلی کی ملاقات کے لئے کس غرض سے آئے ہیں؟

"جی اس نے مجھے اپنا قیمتی ذخیرہ دکھانے کے لئے مدعو کیا تھا۔" "کیا آپ اُن کو بہت عرصہ سے جانتے ہیں؟" "نہیں میں تو اس سے فقط ٹکٹ جمع کرنے والوں کی کانفرنس میں متعارف ہوا ہوں۔" "اور پھر انہوں نے آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی۔" "جی ہاں۔ چونکہ ہم دونوں ایک سا ذوق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے مجھے بلایا تھا۔ آپ کو یہاں کس وقت بلایا گیا تھا۔" "پونے دس بجے" "لیکن دس بج کر دس منٹ پر تو ہم لوگ یہاں پہنچے ہیں۔ اس لئے اصولاً آپ کو تین چار منٹ دس بجنے سے پہلے یہاں آ جانا چاہیئے تھا؟ جی ہاں۔ درست ہے!

اس وقت باہر سے آہٹ کی آواز آئی اور پولیس والے کا ساتھی بھی اندر آ گیا۔ اس نے آہستہ سے اس شخص کے کان میں کچھ کہا ظاہر ہے کہ وہ لنی کے بارے میں ٹیلی فون پر ہوٹل سے پوچھ گچھ کرنے گیا تھا۔ کوزا پولیس افسر اس کی بات سُن کر اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔ اچھا تو مسٹر لنی آپ کو تکلیف دینے کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ایسے موقع پر چند خاص باتوں کا خیال رکھنا ہی پڑتا ہے۔ امید ہے آپ ناراض نہ ہوں گے۔ لنی بھی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور وہ لوگ باہر کے دروازہ کی طرف گئے۔ اس وقت پولیس افسر کا گمان تھا کہ زلفانلی کو محض واہمہ گزرا ہے۔ اور وہ سمجھا کہ گھنٹی نے اس کو۔

Taj Tahir Foundation

پیدا کیا ہے اور پھر دل کے مرض کی وجہ سے ایسا وہم ہونا بہت قرین قیاس ہے۔

لنی نے کہا "جی ہاں بہت ممکن ہے۔ اچھا تو کیا اب میں جاسکتا ہوں اور کوئی کام تو نہیں ہے۔ میرے ساتھ؟" جی ہاں مسٹر سپرنیگ میں آپ سے دوبارہ معذرت چاہتا ہوں!" لنی نے پولیس افسر سے ہاتھ ملایا اور جلدی سے اپنی گاڑی کی طرف گیا۔ بارش کم ہو کر بس رکنے ہی والی تھی۔ لنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اور پھر اپنی بغلی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ البم کا کاغذ اور ٹکٹ دونوں کو اپنی جیب میں موجود پایا۔ اس کی تسلی ہو گئی اس نے انجن کو اسٹارٹ کیا۔ چار دفعہ اس نے گاڑی آگے پیچھے کی۔ پھر ایک چکر لگایا۔ تاکہ دوبارہ اپنی سڑک پر جائے۔ لیکن اچانک پولیس افسر کو اپنی گاڑی کے سامنے پایا۔ جو کہ ہاتھ اٹھا کر اس کو رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ لنی پریشان ہو گیا اور اس نے بھاگنے کی سوچی۔ لیکن اس نے دیکھا کہ پولیس نے اس کا راستہ بھی روک رکھا ہے۔ اور وہ ان کو لتاڑے بغیر وہاں سے نکل نہیں سکتا۔ چار ناچار اس نے شیشہ اتار کر ان سے پوچھا "اب اور کیا بات ہے جناب؟" "بہت معذرت چاہتا ہوں مسٹر سپرلنگ۔ ذرا گاڑی روک کر باہر تشریف لائیے گا۔" "آخر کیوں۔ کیا کام ہے مجھ سے؟" "ہم آپ کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔" لنی جو کہ واقعی گھبرا چکا تھا پوچھنے لگا "آخر آپ کو کس چیز کا شبہ ہے مجھ پر؟"

"ٹکٹ ہیں! وہ قیمتی ٹکٹ جو آپ نے مسٹر زلفانلی کے ذخیرے سے چوری کئے ہیں۔" "میں نے کوئی ٹکٹ نہیں چرائے ہیں۔ یہ آپ کو کیسے خیال آیا جس وقت آپ یہاں آئے تھے تو کیا آپ نے مجھے دروازہ پر گھنٹی بجاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔" پولیس افسر نے کہا "جی ہاں۔ جب میں گھر میں داخل ہوا تو میں نے الفانلی کی لاش دیکھی تو میں نے محسوس کیا کہ بتی کا بلب گرم ہے۔ جس سے ظاہر ہوا کہ یہ بتی پہلے روشن تھی۔ اور اسی وقت کسی نے اس کو بجھایا ہے۔ اس وجہ سے میرے دل میں شک گذرا۔" "لیکن آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ الماری بند تھی۔ اور کوئی چوری کی علامت نہ تھی۔" "الماری کا قفل قدیم طرز کا ہے اور وہ ایک تار کے ساتھ آسانی سے کھل بھی سکتا ہے۔ اور بند بھی کیا جاسکتا ہے۔ پھر اس کے علاوہ مسٹر زلفانلی کی لاش اندھیرے کمرے میں پڑی تھی۔ ــــــــ حالانکہ وہ چور یا آپ جو بھی نیچے اترا تھا وہ بتی بھی روشن کر سکتا تھا۔ وہ اندھیرے میں کمرے میں داخل نہیں ہوا ہوگا۔ یہ بات بھی آپ کے خلاف ایک ثبوت تھی۔" "اور اب کوئی ثبوت مل گیا ہے آپ کو؟" "ثبوت بھی مل جائے گا لیکن بات یہ ہے کہ آپ نے پہلے ہمیں سب کچھ غلط بتایا ہے۔" پھر پولیس افسر نے اپنی ٹارچ کی روشنی اس جگہ پر ڈالی جہاں پر کچھ دیر پہلے لنی کی گاڑی کھڑی تھی۔ اور کہا دیکھو یہ جگہ بالکل خشک ہے۔ اور بارش سے بالکل گیلی نہیں ہوئی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کی گاڑی بارش ہونے سے پہلے یہاں ٹھہرائی گئی تھی۔ بارش اس وقت شروع ہوئی تھی۔ جب مسٹر زلفانلی نے ہمیں فون کیا تھا۔ کہ اس کے گھر میں چور گھس آیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ اس وقت یعنی ہمارے یہاں پہنچنے سے، امنٹ پہلے یہاں موجود تھے۔ اور ہمیں جھوٹ موٹ بتا دیا کہ فقط دو تین منٹ پہلے یہاں آئے تھے۔ آپ نے اس قدر جھوٹ آخر کیوں بولا۔ اس لئے کہ آپ خود ہی چور تھے جو اس گھر میں آگیا تھا۔ لنی حیرت سے گلی کے خشک حصہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو ثبوت تھا اس کی چوری کا۔ پھر اس نے پولیس افسر نے کہا "اچھا تو اب آپ کو میری جامہ تلاشی کی زحمت ہرگز نہ دیں۔ . . . . . پھر اس نے خود بخود اندر

ڈاکٹر جی اے اصغر

سرگذشت

ذہنی امراض کے نامور ماہر اور عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر کی خود نوشت سوانح حیات

فروری کے پرچہ میں سائیکو نیوروسس کی قسمیں بتائی گئیں اور ہسٹریا کے مرض کا ذکر زیر تحریر تھا۔ اس سے پہلے دو شماروں میں چند کیس ہسٹریز بیان کی جا چکی ہیں اب یہ بتایا جائے گا کہ ہسٹریا عام طور پر کیسی کیفیات میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

ہسٹریا ہر بیماری کی نقل پیش کر سکتا ہے۔ اور یہ نقل مریض کی عقل اور اس کے اس طرح کی بیماری کے متعلق علم اور دیکھے بوجھے ہوئے تجربہ کی بناء پر استوار ہوتی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر بیہوشی کے دورے ہی کو لیجئے۔ ایسے دورے ابتدائی صدیوں میں دنیا بھر میں عام تھے۔ اور ہر قسم کے دوروں کو پہلے ہسٹریا سمجھا جاتا تھا۔ مریض کام کرتے کرتے یا کھڑے کھڑے یکایک چیخ مار کر یا دوسری کوئی مخصوص حرکت کر کے جس سے ارد گرد کے لوگ متوجہ ہو سکیں فرش پر یا چارپائی پر گر جاتا اور سارا جسم بے معنی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ دانت سختی سے بھینچ جاتے ہیں۔ منہ کھولنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آنکھیں اتنی زور سے بھینچ جاتی ہیں کہ جتنا کھولنے کی کوشش کرو۔ اتنی ہی زور سے بند ہوتی جاتی ہیں مگر مریض ہلکے ہلکے پلکیں جھپکاتا رہتا اور گرد و پیش کا حال دیکھتا رہتا ہے۔ بازو اور ٹانگیں بلکہ سارا جسم یا تو لکڑی کی طرح اکڑا ہوا ہوتا ہے یا موم کی طرح نرم۔ کبھی کبھی مشکل اور تکلیف دہ پوزیشن

مریض پہروں پڑا رہتا ہے۔ عام زبان میں اس حالت کو غشی کے دورے یا پکڑ کہتے ہیں۔ پکڑ سے یہ تأثر لیا جاتا ہے کہ بدروح یا جنات مریض کو گرفت میں لے کر اذیت دے رہے اور ہر قسم کے بیہودہ حرکت کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ یعنی اپنے اور ارد گرد والوں کے کپڑے پھاڑنا بال نوچنا اول فول بکنا۔ یا سر کے بال بکھیر کر مخصوص انداز میں سر ہلانا۔

غشی کی حالت دراصل مرگی کے دورے کی نقل ہوتی ہے جس کی نوعیت وقت اور مریض کے تجربے کے ساتھ بدلتی چلی گئی ہے۔ دیہاتی آبادی میں گنوار عورتوں اور مردوں میں اب بھی ایسی ہی بیماری عام ہے مگر شہریوں اور خوش پوش تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ مرض اپنے رنگ ڈھنگ اور انداز فیشن کی طرح بدلتا رہتا ہے اور موقع محل کی مناسبت سے نئے نئے انداز پیش کرتا ہے۔ ان کیفیات کو اپنے اوپر طاری کرنے میں مریض کی شخصیت اس کی اس وقت کی ضرورت موقع کی نزاکت اور لاشعور میں دبی ہوئی خواہشات کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور کسی حد تک مریض کی اپنی مرضی کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ ان حالات میں بعض مریض سخت ترین اذیتیں برداشت کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ ماحول کو یہ ثابت ہو سکے کہ مرض سنگین ہے اور مریض خود اس میں کوئی حصہ نہیں لے رہا۔

ہسٹریا کے بیہوشی کے دورے اور مرگی یا دوسری قسم کے بیہوشی کے دوروں میں فرق کرنا بعض اوقات

Taj Tahir Foundation

مشکل ہو جاتا ہے مگر بعض نکات ذہن میں رکھے جائیں تو تشخیص آسان ہو جاتی ہے۔

ہسٹریا کا دورہ اکثر مریض کے وقت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے گرد و پیش کے ماحول کا جائزہ لینے سے سامنے آجاتا ہے۔ گو مریض اور اس کے رشتہ دار اس کا تعلق اکثر بیماری سے منسلک نہیں کرتے۔ یعنی گھر میں یا ماحول میں کچھ ایسے حالات ہوتے ہیں جو مریض کو ناپسند یا ناگوار ہوتے ہیں۔ اور مریض لاشعوری طور پر اپنے ہمدردوں کی توجہ اپنی طرف دلانا چاہتا ہے۔ اور خود اذیت سہہ کر ان کو بھی ذہنی اذیت میں مبتلا دیکھنا پسند کرتا ہے۔

(۲) ہسٹریا کا دورہ عام طور پر ایسے وقت اور ایسے موقع پر ہوتا ہے۔ جب زیادہ سے زیادہ ہمدردیاں حاصل ہو سکے۔ جتنی زیادہ ہمدردی حاصل ہوگی اتنے ہی دورے کی شدت زیادہ ہوگی اور طویل عرصہ تک یا جلد جلد پڑے گا۔

(۳) بے ہوش مریض کے دانت کھولنے کی جتنی زیادہ کوشش کریں گے وہ اتنی ہی طاقت سے منہ بند کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسی طرح آنکھ کھولنے میں بھی مزاحمت کرتا ہے۔ اسی طرح بازو یا ٹانگ کو حرکت دینے یا موڑنے کی جتنی کوشش کریں گے۔ مریض بے پناہ طاقت سے مزاحمت کرے گا۔ یا بالکل ڈھیلا چھوڑ دے گا۔

(۴) ہسٹریا کے دورے اور مرگی کے دورے میں عام طور پر یہ فرق ہوتا ہے کہ اس میں پیشاب خطا نہیں ہوتا۔ گرنے سے زیادہ چوٹ نہیں لگتی۔ گرنے کی جگہ محفوظ ہوگی۔ دانتوں میں آکر زبان نہیں کٹتی۔ بظاہر مریض سخت اذیت وہ حالات سے گزر رہا ہوگا۔ مگر اندرونی طور پر وہ مطمئن پایا جائے گا۔

(۵) مختلف ڈاکٹروں اور ہمدردوں کی اس مرض پر بحث سننے کے بعد وہ اپنی کیفیت میں مناسب رد و بدل کرتا جاتا ہے۔ اور ایسی ہی کیفیات پیش کرتا ہے جو وہ سن چکا ہے۔ ان حالات میں تشخیص ذرا مشکل ہو جاتی ہے مگر ماہرین تشخیص کے عمل سے نقل اور اصل کا فرق نکال ہی لیتے ہیں۔

(۶) ہسٹریا کے بے ہوشی کے دورے اور جنونی کیفیت کئی قسم کے روپ دھارتی ہیں۔ یہ اکثر دن کے وقت لوگوں کی موجودگی میں ہوتے ہیں۔ اور شدید جذباتی ماحول میں زیادہ ہوتے ہیں۔ دورے کا عرصہ بھی کبھی لمبا اور کبھی چھوٹا ہوتا ہے۔ اصل بیہوشی میں آنکھ آسانی سے کھولی جاتی ہے اور آنکھ کی پتلی دیکھنے سے تشخیص میں مدد ملتی ہے۔ مگر ہسٹریا میں مریض پوری کوشش سے آنکھ بھینچ لیتا ہے۔

ہسٹریا کے مرض کی چند قسمیں گذشتہ تین شماروں میں بیان کی جا چکی ہیں مثلاً۔

نمبر۱ HYSTERICAL BLINDNESS
نمبر۲ HYSTERICAL MUTISM
نمبر۳ HYSTERICAL APHONIA
نمبر۴ VISRAL HYSTERIA

جس میں جذباتی کشمکش میں مبتلا ہو کر متلی اور الٹی مریض کو بے حال کر دیتی ہے یہ cases پوری طرح بیان کئے جا چکے ہیں۔

ہسٹریا کی مزید اور کئی جانی پہچانی کیفیات ہیں۔ مثلاً Hysterical Paralysis یعنی ایک ہاتھ یا ایک بازو یا ایک ٹانگ بیکار ہو جاتا۔ اس سلسلے میں ایک کیس ہسٹری مناسب ہوگی۔

۱۹۶۵ء میں سول اسپتال میں ایک ۴۵ سال کی عورت بھاری

Taj Tahir Foundation

ڈیل ڈول داخل کی گئی۔ وہ گذشتہ ۶ ماہ سے اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو سکی تھی۔ اور روزمرہ کی ضروریات بھی اس کی لڑکیوں کو کرانی پڑتی تھیں۔ ڈاکٹر انچارج اور طلبا نے سارے جسم کا معائنہ اچھی طرح کیا۔ اور پوری طرح ریکارڈ بنایا گیا اس کی ریڑھ کی ہڈی کا پانی تک ٹسٹ کیا گیا۔ مگر کوئی بیماری کی علامت نہ ملی۔ عام خیال یہ تھا کہ شرمناک بیماری کے عمل سے یا ریڑھ کی ہڈی کے بیٹھ جانے سے اس کی دونوں ٹانگیں بالکل ناکارہ ہو گئی ہیں۔ عکس ریز اور خون ٹسٹ سے اس کی تصدیق نہ ہوئی۔ اس کیس پر مجھے اس مریض کو دیکھنے کے لئے کہا گیا۔ مریض کی ٹانگوں کے پٹھوں میں بھی کوئی طاقت نہ تھی نہ حرارت نہ چھونے یا دبانے کا احساس جتنا جی چاہے پن گھونپو۔ اس کو درد یا تکلیف نہ ہوتی تھی مگر reflexes اس میں موجود تھے۔ لہٰذا میں نے سوشل ہسٹری لینے پر زور دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کا میاں معمولی پوسٹ میں ہے اور اس کی سات بیٹیاں جن میں بڑی ۲۳ سال اور چھوٹی ۱ سال کی تھی۔ ان کا غم اسے ہر وقت کھائے جا رہا تھا۔ ان میں سے ایک دو بیٹیاں کچھ بے لگام بھی ہوتی جا رہی تھیں جس کا اسے بے حد صدمہ تھا جب اسی موضوع پر اس سے گفتگو کی گئی تو وہ بے ساختہ روئی چلائی اور اپنے اندیشے اور غم کھل کھل کر بیان کئے۔ اسے متواتر کئی دن تسلی دی گئی۔ سوشل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کر کے دو لڑکیوں کو نوکری دلائی گئی اور مناسب رشتے کی جدوجہد کا وعدہ کیا گیا تو وہ اگلے دن اس قابل ہو گئی کہ خود بخود غسل خانہ جا سکے میں نے طالب علموں کو اس موضوع پر لیکچر دیا اور بتایا کہ حقیقت میں ایسے سنگین معاملہ میں کھڑے ہونے کے لئے ٹانگیں طاقت نہیں رکھتی۔ She has no legs to stand لیکن سائی کو تھیریپی سے وہ اپنی مشکلات کا حل تلاش کرنے کے قابل ہو گئی۔ اس میں خاص بات نوٹ کرنے والی یہ ہے کہ organic بیماری کی صورت میں مخصوص حسیں یعنی چھونے دبانے کی حسیں یا ضرورت اس طرح غائب نہیں ہوتی جیسے جراب پہنی ہوئی ہو۔ کیونکہ دماغی نسیں مختلف راستوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور نہ کارکردگی یکایک اس طرح متاثر ہوتی ہے کہ پٹھوں کا کوئی گروپ بھی کام نہ کرے۔ یہ ایک واضح مثال تھی، ہسٹریکل فالج کی۔

ہسٹریا چند اور مخصوص کیفیات پیدا کرنے میں خاص طور پر بدنام ہے جیسے کہ ایک

(1) Hysterical fugues.

(2) Hysterical somnambulism

فیوگ کی حالت میں مریض اچانک اپنی شخصیت بدل لیتا ہے گذشتہ زندگی کو بھلا دیتا ہے اور دور کسی نئی جگہ جا کر نئے طرز زندگی کا آغاز کرتا ہے جس میں وہ اپنے بہن بھائیوں اور والدین تک کو پہچاننے سے انکار کر دیتا ہے۔ جیسے کہ مندرجہ ذیل کیس ہسٹری سے ظاہر ہے۔

گذشتہ سال گرمیوں کے موسم میں مری کی ایک کتابوں کی دوکان پر ایک ۱۸ سالہ خوش شکل لڑکا تخت پوش پر بیٹھتا اور سوتا پایا گیا۔ لڑکے کا لباس قیمتی تھا مگر نہایت خستہ اور پھٹا پرانا اس کو نہائے مہینوں گذرے معلوم ہوتے تھے۔ اور خوراک کی کمی کی وجہ سے وہ نحیف اور کمزور نظر آتا تھا۔ دوکاندار دو تین روز تو اسے وہاں بیٹھنے سے

Taj Tahir Foundation

سختی سے ٹوکتا رہا۔ مگر اس کے بار بار آنے پر ہمدردی کی غرض سے اس کے حالات جاننے کی کوشش کی گئی۔ مگر وہ کچھ بتانے سے قاصر معلوم ہوتا تھا۔ ہر سوال کا جواب یہی تھا۔ مثلاً نام معلوم نہیں۔ گھر کا پتہ معلوم نہیں۔ ماں باپ معلوم نہیں۔ دوکاندار عجیب شش و پنج میں پھنس گیا کہ اس لڑکے کا کیا کرے۔ آخر اس کو نئے کپڑے بنا دیئے، اور دو وقت کا کھانا دے کر اس کو اپنے چھوٹے موٹے کاموں میں لگا لیا۔ کام وہ سمجھداری سے کرتا۔ دو ماہ بعد کراچی کے لڑکوں کا گروپ گھومتا ہوا اس دوکان پر گیا اور اس لڑکے کو دیکھ کر پہچان لیا۔ یہ ان کا کلاس فیلو تھا جو عرصہ چار ماہ سے گم تھا۔ گمشدگی کی خبر بھی اخباروں میں چھپ چکی تھی۔ گو اس گروپ میں لڑکے کا لنگوٹیا دوست بھی موجود تھا۔ مگر لڑکے نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اور کراچی سے کسی قسم کی وابستگی کا اظہار نہ کیا۔ اس کے دوست نے تار دے کر اس کے گھر اطلاع دی اس کا بھائی مری پہنچا۔ مگر لڑکے نے اس کو بھی نہیں پہچانا۔ بہرحال دوکاندار نے لڑکا اُس کے سپرد کیا۔ اور وہ اسے گھر لے آیا۔ کراچی میں ایک ماہ رہنے کے باوجود وہ کسی سے مانوس نہ ہوا۔ نہ کسی رشتہ داروں کو پہچانا۔ کسی سے محبت نہ کسی سے عداوت، بالکل اجنبی۔ تنگ آکر اس کا بھائی ایک دن اسے اصغر ہسپتال لے آیا اور ہسٹری لکھواتے وقت حالات کچھ یوں بیان کئے۔ باپ بہت معروف کاروباری آدمی ہے۔ نہایت گرم مزاج اور سخت طبیعت کا۔ لڑکے کی ماں ان دو بھائیوں اور ایک بہن کو چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ بڑی بہن نے اس کی پرورش کی۔ باپ نے دوسری شادی کر لی۔ گھر کا ماحول بظاہر تو ٹھیک تھا مگر حقیقتاً کوئی محبت آپس میں نہ تھی اور نہ سکون تھا باپ خرچ کے معاملہ میں تو فراخ دل تھا مگر باقی معاملات میں نہایت سخت۔ قصور خواہ کسی کا ہو سزا سب کو بھگتنی پڑتی

یہ لڑکا دوستوں کے ساتھ حیدرآباد گھومنے پھرنے گیا تھا وہاں اُن سے بچھڑ گیا وہ اِدھر اُدھر پھرتا رہا اور مری کس طرح پہنچا۔ کوئی بتلانے والا نہ تھا۔ اسپتال کے عملے نے پورے جتن کئے مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے کچھ یاد نہیں اور جذبات بھی بالکل سرد پڑ گئے ہیں کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سب آٹومیٹک طریقے پر ٹھیک تھے۔ اس کے بھائی سے معلوم ہوا کہ اسے بہن سے بہت زیادہ لگاؤ تھا۔ اور اس نے چند جذباتی واقعات کے حوالے بھی دیئے۔ خاص طور پر جب اس کی بہن کی شادی ہوئی اور اسے رخصت کیا تو یہ کئی دن بلک بلک کر روتا رہا۔ نارکوتھراپی میں اس کو بہن کی یاد اور ان تمام حالات کے حوالے دیئے گئے۔ تو وہ چونک اٹھا۔ بہن کا فوٹو دکھایا گیا تو اسے پہچان کر خوب رویا۔ بہن کو تار دے کر بلوایا گیا۔ اس کی موجودگی میں لڑکے کی یادیں ایک ایک کر کے لوٹنے لگیں۔ اور وہ تھوڑے دنوں میں تندرست ہو کر اسکول جانے لگا۔

ایسے کئی واقعات سول اور ملٹری ہسپتالوں میں میری نظر سے گذر چکے تھے۔ ان واقعات کو ہسٹریکل فیوگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

HYSTERICAL SOMNAMBULISM یہ اسی قسم کی حالت کی چھوٹی قسم ہے جس میں بچے یا بڑے سوتے سوتے اٹھ جاتے ہیں چل پھر کر کئی قسم کے معمولی کام یا حرکتیں کر کے پھر آکر سو جاتے ہیں اور ان کی

Taj Tahir Foundation

یادداشت انہیں بالکل نہیں ہوتی سوتے میں چلنا بھی اسی قسم کا ایک اقدام ہے۔ نفسیاتی تجزیہ اس کا اس طرح ہے کہ تحت الشعور Subconscious کا ایک حصہ بڑا یا چھوٹا باقی تحت الشعور subconscious سے independent ہو کر dissociate اقدام کرنے پر اُتر آتا ہے جس کا (شعور) main consciousness کو پتہ نہیں چلتا۔ اس قسم کے اقدامات کی چھوٹی چھوٹی مثالیں عملی زندگی میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً ماں کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہے کہ بچہ جب روئے تو وہ جاگ جائے۔ باقی گھر کے شور و غل سے وہ جاگے یا نہ جاگے مگر بچے کے ذرا سے رونے سے فوراً گہری نیند سے بھی جاگ جاتی ہے لوگ اپنی لاشعور کو تربیت دے لیتے ہیں جس کا مجھے ذاتی تجربہ بھی ہے مثلاً اگر میں رات سونے سے پہلے اپنے آپ سے تین دفعہ کہدوں کہ میں ۲ بج کر ۵۰ منٹ پر جاگنا چاہتا ہوں تو عین وقت پر میں ایک جھٹکے سے بیدار ہو جاتا ہوں۔ یہ تربیت مجھے بچپن میں نماز کی پابندی کے سلسلے میں دی گئی تھی جو بعد میں عادت بن گئی اور کالج میں میرے دوست اکثر مجھے بطور گھنٹہ گھر استعمال کرتے تھے۔

مندرجہ بالا کیفیات ہسٹریا کے زیر عنوان آتی ہیں۔ اب دوسرے شمارے میں ان کے علاج کے متعلق کچھ معلومات فراہم کی جائیں گی۔

عصمت کی اشاعت میں خدا کے فضل سے کبھی ایک دن کی بھی دیر نہیں ہوتی۔
ہر ماہ کی ۳۰ تاریخ کو ضرور شائع ہو جاتا ہے۔
مینیجر

سکندر حیا بریلوی

ساجن جب گھر آئے ہیں

چھیل چھبیلے مست بدروا پی کے نگر سے آئے ہیں
چتر کچھ ایسے اس بدلی میں ان کے جیسے پائے ہیں
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے موے کان میں کچھ کہنے لگے
ایسا لگے ہے دیس سے پی کے کوئی سندیسہ لائے ہیں
آہٹ ہوئے جب بھی کوئی دوار سے جھانکن لاگوں میں
یاد ہیں اس کی کیسے کیسے من نے دھوکے کھائے ہیں
چمکن لاگی ساری دنیا جگ مگ ہوت ہے سنسار
میں یہ سمجھی مورے ساجن چندا دیس سے آئے ہیں
پاپی دنیا دیکھی ہم نے پاپی اس کے باسی
اس پاپی سنسار نے لوگو کتنے گھاؤ لگائے ہیں
آج حیا میں کتنی خوش ہوں پی کا مکھڑا دیکھا ہے
بیت گئی ہے ساری عمریا ساجن جب گھر آئے ہیں

تصنیف علامہ راشد الخیری مرحوم

ویڈیا کی سرگذشت

مگر آہ وہ موتی تو وہاں بھی نہ تھا۔ فیشن اور جدت کی دلدادہ ایک مغربی عورت کی کہانی اُسی کی زبانی مغربی معاشرت کا ایک کامیاب مرقع۔ میاں بیوی کے تعلقات کا ہو بہو فوٹو۔ قیمت ۷۵/- روپے
عصمت بک ڈپو۔ صدر کراچی ۳

Taj Tahir Foundation

عائشہ احسن

جنگل کا بھوت

بھوت جنات کے قصے آپ نے سُنے ہوں گے آئیے آج ہم آپ کو ایک سچا قصہ سناتے ہیں جو خود ہمارے ساتھ پیش آیا۔ جیسا کہ میں نے اپنے پہلے مضمونوں میں لکھا ہے۔ شادی کے بعد مجھے اپنے شوہر کے ساتھ جنگل میں ٹور پر جانا ہوتا تھا۔ ہمارے صاحب کی فورسٹ سروس تھی۔ اُڑیسہ پہلے بہار میں شامل تھا۔ بہار اڑیسہ کے شہروں سمبل پور، سنگھ بھوم رانچی، چھوٹا ناگپور۔ ہزاری باغ کوڈرمہ سنتھال پرگنہ ڈملہ غرض کہ ہر جگہ دو تین سال بعد تبادلہ ہو کر جاتے اور ہر جگہ کے جنگلوں کو چھان ڈالتے۔ ان شہروں کے جنگلوں کی رہائش مختلف ہوتی اور زبان بھی۔ شادی کے بعد جب میں اپنے صاحب کے ساتھ ٹور پر جنگلوں میں گئی۔ کئی جگہیں مجھ کو بہت پسند آئیں۔ سب سے پہلے سنگھ بھوم جانا ہوا۔ ایک دو جگہ جانے کے بعد پھر ایک جگہ بالکل گھنے جنگل میں گئے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے جو جنگلوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ایک طرف پہاڑ سے پانی گرتا جس کو جھرنا کہتے ہیں۔ اور نالہ کی شکل میں بہتا رہتا۔ پہاڑوں کے درمیان میں کچھ زمین ہموار تھی جس پر ایک دو کمرے کا فارسٹ ریسٹ ہاؤس بنا ہوا تھا۔ بنگلے کے دونوں طرف وسیع و برآمدہ تھا۔ چھت کے اوپر ٹھنڈک اور گرمی سے بچنے کے لئے رانی پور کی ٹائل ڈال دی گئی تھی جس کی وجہ سے بنگلے کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ یوں تو بظاہر یہ بنگلہ بے نظیر تھا۔ چاروں طرف پہاڑ ایک طرف جھرنا، شام کو برآمدے میں بیٹھ کر لطف آتا مگر اس بنگلہ میں سب سے بڑی خرابی اس بنگلے کے دوسرے کمرے کی وحشت ناک خاموشی کہیے یا وحشت زدہ کمرہ کہیے۔ مجھ میں تو اس کمرے میں جانے کی ہمت تھی نہیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ شام کو جب میں صاحب کے ساتھ شام کی چائے پیتی تو ایسا معلوم ہوتا دوسری طرف برآمدہ میں کوئی فوجی ٹہل رہا ہے۔ وہی بوٹ کی آواز صاف سُنائی دیتی۔ صاحب بیرے کو آواز دیتے کہ شاید رینجر یا فارسٹ افسر آئے ہیں لیکن جب بیرا واپس آکر کہتا کہ کوئی نہیں ہے تو صاحب خاموش ہو جاتے اور ہم کو تو تعجب ہوتا۔ اکثر شب کو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی آدمی چھت کی سارے ٹائل اوپر سے نیچے پھینک رہا ہے۔ صبح کو دیکھیے تو ایک ٹائل بھی ادھر سے ادھر نہ ہوتا۔ جب میں صاحب سے ان باتوں کا ذکر کرتی تو وہ کہتے جنگل میں موٹے موٹے چوہے ہوتے ہیں رات کو چھت پر گھومتے رہتے ہیں۔ ٹور پر جنگل میں ہمارے ساتھ ایک خانساماں، بیرا، چپراسی جو کہ موٹر بھی چلاتا تھا جانتا اور ایک انّا یعنی ہماری کھلائی جن کو ہم لوگ ماما کہتے تھے۔ اور شادی کے بعد ابا جان نے ہمارے ساتھ کر دیا تھا وہ ضرور ہر ٹور پر ہمارے ساتھ جاتیں۔ ایک کرسچن آیا بھی رہتی تھی لیکن کبھی کبھی جب ماما کسی وجہ سے نہ جا سکتی تو یہ آیا ہمارے ساتھ جاتی۔ اس جنگل میں ہماری کھلائی ماما ہمارے ساتھ تھیں۔ وہ روزانہ

نہانے کے لئے نالے پر جاتیں۔ کہتیں کہ جھرنے سے پانی گرتا ہے اس میں نہانے میں بڑا لطف آتا ہے۔ ایک روز جب صبح دس بجے ماما جھرنے پر جانے لگیں۔ تو میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی کیونکہ ایک دو دفعہ شام کو صاحب کے ساتھ ٹہلتے ہوئے اس طرف گئے تھے۔ بڑی ہی پُرفضا جگہ تھی۔ ماما تو نالے پر جاکر کچھ اپنے کچھ ہمارے کپڑے دھونے لگیں اور میں ادھر اُدھر گھومنے لگی۔ کچھ دیر بعد ایک لنگور دھم سے ہمارے پیچھے کود پڑا میں ڈر گئی اور بھاگ کر ماما کے پاس آگئی۔ دیکھا تو دس بیس لنگور درخت پر بیٹھے اس ڈال سے اس ڈال پر اُچھل کود رہے تھے۔ بعد میں وہ سب بھاگ گئے۔ میں تو ماما کے ساتھ اس بنگلے میں اکیلے رہنے کے خوف سے گئی تھی۔ کیونکہ صاحب بھی صبح ناشتہ کے بعد جنگل کے معائنے پر چلے جاتے۔ کہیں ٹھیکیدار جنگل کٹوا رہا ہوتا یہ دیکھنا ہوتا کہ وہ درخت جس پر ڈسٹرکٹ فارسٹ آفس کی مہر نہ لگی ہو کاٹنا منع ہے۔ نہ کاٹ دے پھر کہیں روڈ بن رہی ہوتی غرض کہ روزانہ یہ سب دیکھنے ضرور جاتے اور میں اکیلی دو بجے دن تک بیٹھی اخبار یا کتاب پڑھتی یا کشیدہ کاری کرتی رہتی۔

باورچی خانہ بنگلے سے دور تھا سارے نوکر چپراسی کا وہیں جمگھٹا رہتا۔ ماما بھی اکثر ان لوگوں کے پاس جاتیں لیکن اس بنگلے میں تو ہم کو خوف معلوم ہوتا اور میں ایک منٹ اکیلے رہنا نہیں چاہتی۔ ماما تو کپڑے دھو کر نہانے کا سامان کرنے لگیں میں اُدھر اُدھر گھوم پھر کر خوبصورت خوبصورت پتھر تلاش کرنے لگی۔ کچھ ہی دور پر کافی بڑا سا سانپ چلتا نظر آیا۔ میں بھاگ کر ماما کے پاس آگئی اور ان کو جلدی واپس چلنے کی تاکید کرنے لگی۔ انھوں نے کہا کہ میں تو نہا کر جاؤں گی یہیں دیر ہوتی ہے تمہیں ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ تب ہم نے ماما سے اپنے خوف کا قصہ سنایا میں تو تنہائی کے خیال سے آگئی۔ واقعی ماما ہم کو اس بنگلے میں خوف محسوس ہونے لگا ہے اور جس کمرے میں تم رات کو سوتی ہو ہم کو تو اس طرف جاتے بھی ڈر لگتا ہے۔ کئی دفعہ ہم نے ایک انگریز کو ہیٹ پہنے وہیں کمرے میں کھڑا دیکھا ہے صاحب سے ہم نے کئی بار کہا تو وہ کہتے ہیں تمہارا وہم ہے۔ اور کچھ نہیں۔ تب ماما نے کہا کہ ہم نے تو بی بی تم سے ڈر کر کچھ نہیں کہا کہ صاحب خفا ہوں گے۔ ہم جس کمرے میں سوتے ہیں اس کمرے کی ایک بھی چٹخنی نہیں ہے۔ ساری رات نہ معلوم کون لوگ یا جانور آکر ہمارا پلنگ اٹھا کر سارے کمرے میں گھماتا رہتا ہے۔ ہم نے کہا ماما آج ایسا کرو۔ رات کو نوکر سے بڑے بڑے پتھر کمرے میں رکھوا لینا اور ان کو دروازہ میں لگا دینا۔ ماما نے کہا بی بی تم کو تو خبر بھی نہیں سارے نوکر، چوکیدار، چپراسی صاحب کو کھانا کھلا کر پٹرول بتی لے کر بستی چلے جاتے ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں رات بھر بھوت روتا پھرتا ہے۔ یہ جنگل کا بھوت ہے۔ یہ سارا قصہ سنکر تو میں اور ڈر گئی۔ صاحب سے جب کہا تو کہنے لگے بالکل بکواس ہے۔ کوئی بھوت وغیرہ نہیں۔ دوسری شب پھر کوئی صاحب سوٹ پہنے ہیٹ لگائے دوسری طرف برآمدے میں کھڑے تھے۔ پھر تو میں اتنی خوف زدہ ہوئی کہ صاحب سے کہا ہمیں تو آپ گھر پہنچا دیں۔ آپ خود جب تک کام ختم نہ ہو رہ سکتے ہیں۔ صاحب کو کام میں بھی رکاوٹ ہو رہی تھی کیونکہ کئی روز سے ڈاک نہیں آئی تھی۔ معلوم ہوا کہ گھنے جنگل میں کئی ہاتھی راستہ روک کر کھڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں کا

Taj Tahir Foundation

جنگل میں چلنا پھرنا دشوار ہوگیا ہے۔ آخر ہم لوگ اللہ کا نام لے کر کار سے روانہ ہوئے۔ رینجر آفیسر نے بزار منع کیا کہ ہاتھی کار روک سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے نقصان پہنچائے مگر صاحب کب کسی کی بات ماننے والے تھے۔ راستہ میں۔

خیر ہم واپس آگئے۔

واپسی میں صاحب سے دریافت کیا کہ اب آپ سچ مچ بتایئے کیا واقعی اس بنگلے میں جن بھوت رہتا ہے۔ صاحب نے اقرار کیا کہ ہاں یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ ایک انگریز کی روح اس میں رہتی ہے۔ ایک انگریز جو فارسٹ آفیسر تھا ایک انگریز لڑکی سے محبت کرتا تھا اس لڑکی نے دوسرے انگریز افسر سے شادی کر لی۔ اس صدمہ میں فارسٹ آفیسر نے اس بنگلے میں خودکشی کر لی خود اپنے ریوالور سے اپنے سر میں گولی مار لی۔ اس انگریز کی چیزیں اس بنگلے کے دوسرے کمرے میں رکھی ہوئی تھیں اور وہ رات کو بھی جنگل میں گھومتا پھرتا تھا۔ جس کی وجہ سے پہاڑ پر تھوڑی تھوڑی دیر بعد ادھر ادھر روشنی ہوتی رہتی تھی۔ صاحب کہنے لگے تم کو سنکر ہنسی آئے گی ہندو فارسٹ آفیسر تو اس بنگلے میں مشکل سے ایک دو روز ٹھہرتے ہیں اور نوکروں کو برآمدے میں سلاتے ہیں۔ ان لوگوں نے بھی انگریز کی روح کو اس کمرے میں دیکھا ہے۔ صاحب کہنے لگے مگر ایک بات ہے وہ روح کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتی۔ صاحب تو بہت ہی نڈر تھے۔ کبھی کسی چیز سے خوف محسوس نہیں کرتے تھے۔

وی پی واپس کر کے عصمت کو نقصان نہ پہنچایئے جبکہ وی پی کی روانگی کی اطلاع ایک ماہ پہلے دیدی جاتی ہے۔
مینجر

خواجہ اجمیریؒ کے مزارِ مقدس پر

فرشتے رشک کرتے آئے ہیں وہ ذات ہے تیری
ازل سے یادِ بزمِ عشق میں دن رات ہے تیری
تجھے سر حلقۂ بزمِ مئے عرفاں نہ کیوں کہیے
صلائے عامِ سر مستی کہ ہر ہر بات ہے تیری
فضائے ہند جب تاریک تھی کفر و ضلالت سے
منور شمعِ حق سے کر دیا وہ ذات ہے تیری
بدل ڈالی شبِ یلدا یکایک صبحِ خنداں سے
حیاتِ جاوداں گویا پسِ ظلمات ہے تیری
دلِ علمِ حیات نو تری درگاہ سے پائے
نوازشہائے بے پایاں کا یہ اثبات ہے تیری

چمن سے اُڑ کے جاتا ہوں میں بوئے گلستاں ہو کر
زمانے میں رہوں تیری دعا سے شادماں ہو کر
وطن سے امتحاں قسمت کا لے جاتا ہے اب مجھ کو
رہے افسانۂ دل میرا زیبِ داستاں ہو کر
تو ایک دریائے بے پایاں ہے میں ناچیز قطرہ ہوں
بنا دے گوہرِ نایاب بحرِ بیکراں ہو کر
مسافر کے لئے جنت ہے تیرا آستاں بے شک
کروں میں جادہ پیمائی امیرِ کارواں ہو کر
سرِ منزل دیارِ عشق میں وہ سوز ہو پیدا
کہ آہ دل ہو برقِ طور سرِ گرمِ فغاں ہو کر

عندلیب میرٹھی

سید اوصاف علی دہلوی

شادی بیاہ

کسی کا کہنا ہے کہ "زندگی تو یوں بھی گزر سکتی ہے" یعنی بغیر رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے بھی زندگی کے دن پورے ہوسکتے ہیں۔ بے شک زندگی یوں بھی گزر سکتی ہے کیونکہ "شادی" ہوا، پانی اور غذا کی طرح اتنی ضروری اور اہم نہیں ہے کہ آدمی بغیر شادی کئے زندہ نہ رہ سکے۔ مگر ایک ایسی زندگی بے حلاوت اور فطرت کے خلاف اعلانِ جنگ کے ہم معنی ہے۔ اسلام ہماری بقا چاہتا ہے اور ہماری بقا صرف اللہ اور آئینِ فطرت پر چل کر ہی ممکن ہے

کسی کا یہ خیال بڑی حد تک درست ہے کہ غیر شادی شدہ زندگی بھی تجربات سے گزرتی ہے، لیکن یہ بھی تو خیال کرنا لازم ہے کہ جب آدمی کی غیر شادی شدہ زندگی تجربات سے گزرتی ہے تو پھر شادی ہی کیوں نہ کر لی جائے۔ شادی بیاہ سے کیوں گھبرایا جائے۔ اور سچ پوچھو تو اصل اور مکمل زندگی تو شادی شدہ زندگی ہے۔ لیعنی "خانگی زندگی" بال بچوں کے ساتھ کی زندگی۔ جب تک آدمی کے معاشی حالات درست نہ ہوں شادی نہ کرے اور اپنی معاشی و سماجی حالت کو بہتر سے بہتر بنانے کی پوری کوشش اور جد و جہد کرے اور جب کسی قابل ہو جائے تو فوراً کسی موزوں جگہ شادی خانہ آبادی کرے۔ اسلام کی تعلیم بہر حال یہی ہے۔ جس جس کے پاس بیوی، گھر، نوکر اور سواری ہو وہ بادشاہ ہے۔

اصل میں عورت، مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیہ ہیں۔

اس سلسلے میں پہلے ذرا مندرجہ ذیل اقوال پر غور کرنا چاہیئے۔

(۱) مرد صرف نصف مرد ہے جب تک اس کی بیوی نہ ہو اور گھر سنسان ہے جہاں بچے نہ ہوں۔

(۲) جو شخص کسی عورت سے اس کی خوبصورتی کے لئے شادی کرتا ہے وہ احمق ہے جو روپیہ کے لئے کرتا ہے وہ لالچی ہے۔ اور جو کوئی اس کے حُسنِ سیرت کی وجہ سے کرتا ہے وہی حقیقی شوہر ہے۔

(۳) ایمان کے بعد سب سے اچھی شے نیک خلیق محبت کرنے والی اور صاحبِ اولاد پاک دامن عورت ہے۔

مولانا رحمت اللہ سبحانی اپنی قابل قدر کتاب "مخزنِ اخلاق" میں نکاح کے مندرجہ ذیل نو فوائد ایک مقام پر بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اولاد ہونا کہ بقائے نسل کا سبب ہے اور اللہ کو محبوب ہے۔

۲۔ اتباع سنت اور امت محمدیہؐ کا بڑھنا ہے۔

۳۔ اولاد کا بعد مرنے کے دعائے خیر سے یاد کرنا ہے۔

۴۔ اولاد کی مسرت۔

۵۔ آدمی کا دین حصار میں ہوتا ہے۔

۶۔ زندگی دنیا کی راحت ہے۔

۷۔ عورت دین کی مددگار اور دوزخ کے مقابل آڑ بنتی ہے۔ اور فواحش سے روکتی ہے۔

۸۔ اہل و عیال کے لئے معاش پیدا کرنا عبادت میں شامل ہے۔

۹۔ تکمیل ایمان یعنی بغیر عورت ایمان نامکمل ہے،
نکاح کرنے میں اللہ کی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں جن کو سمجھنے سے عام طور پر لوگ قاصر رہتے ہیں۔ دیکھئے اس سلسلے میں سموئیل کا شادی کے بارے میں یہ خیال کتنا صحیح ہے کہ "شادی سے یہ غرض ہے کہ ایک کی کمی دوسرے سے پوری اور تکمیل پائے"۔ ایک دوسرے دانشور ٹیلر کا بھی یہ کہنا درست ہے کہ عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے کا عزم ایک شدید ترین جرم ہے۔ اور فطرت کبھی نہ کبھی اس کا انتقام لے ہی لیتی ہے۔

بہرحال عورت کو شریک زندگی بنانا ایک ناگزیر حقیقت ہے۔ زندگی کی اس اہم حقیقت سے کبھی منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ ویسے بھی اسلام کی روشنی میں نکاح سنت رسول ﷺ ہے جس نے اس سنت کو ترک کیا وہ بڑا بدقسمت ہے۔ کیونکہ اسلام کے نزدیک گوشہ نشینی اور ترک نکاح کرنا خلاف فطرت اعمال اور افعال ہیں۔ ناپسندیدہ زندگی ہے!

چونکہ دنیا میں آجکل آبادی نہایت برق رفتاری کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے لوگوں کو بڑی عمر میں شادی کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے، اور علم معاشیات پر تو باقاعدہ بحث ملتی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کا یہ فلسفہ "کم بچے خوشحال گھرانہ" مسئلہ آبادی کو کنٹرول کرنے اور لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی ہی ایک کڑی ہے۔ لیکن ان خیالات کی ترغیب اور پرچار کرتے وقت بڑی عمر کی شادیوں کے نقصانات اور معاشرے پر مضر اخلاقی اثرات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اصل حقیقت کو نہ سمجھنا انسانی عمل کی کوتاہی ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ پاکستان میں اوسط عمر کیا ہے؟ اور بڑی عمر کی شادیوں سے وہ کون کون سے نفسیاتی اور معاشرتی مسائل اور جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں، جن کی پیچیدہ صورت حال سے ہمارے ہاں ذہنی اور اخلاقی انحطاط عام ہے۔ اور عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ہے۔ علاوہ ازیں خاندانی منصوبہ بندی کا اصل مقصد کیا ہے؟ اس کی روح کو پاکستانی عوام نے کہاں تک سمجھا ہے؟ اس سے شادی شدہ طبقہ کہاں تک فائدہ اٹھا رہا ہے۔

ہر کام اصول فطرت، اعتدال و میانہ روی اور موقع محل کے اعتبار سے ہی ٹھیک ہوتا ہے۔ جہاں آدمی نے اصول فطرت سے منہ موڑا بس وہیں خرابی آجاتی ہے۔ صحیح عمر اور سنت کے مطابق جو شادی کی جاتی ہے آئین فطرت کے مطابق ہے اور شادی کی جو حکمتیں ہیں انہیں حضرت امام غزالی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

- اکثر تاخیر نکاح بھی سبب بن جاتا ہے غلط راستہ اختیار کرنے کا۔ اور وبال والدین پر ہوتا ہے۔
- نکاح دین کا حصار ہے۔ اور نکاح شیطان کے شر سے بچانے والا ہے۔
- نیک عورت امور دنیا سے نہیں بلکہ اسباب آخرت سے ہے۔

اور حضرت عمرؓ جو تحریر و تقریر کے ماہر مذاق شعر و سخن کے حامل اور علم و ذہانت کا مجسمہ اور جن کی رائے کے موافق اکثر بار آیات قرآنی کا نزول ہوا ایک موقع پر فرماتے ہیں "ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے" اور حضور رسول کریم نے پاکیزہ طبیعت اور نیک فطرت بیوی کو عظیم نعمت قرار دے کر عورت کی عظمت و بلندی کا معیار قائم فرمایا ہے۔

Taj Tahir Foundation

سید فصاحت ہمدانی

لوک کہانی

خوابِ آرزوئے تمام

ساحلِ سمندر کے قریب صدیاں پہلے صوبہ سندھ کے شمالی مغربی حصہ میں ایک خوبصورت جھیل کے کنارے چھوٹی سی ریاست کاک تھی۔ راجہ نند حکمراں دو بیٹیوں مومل اور کومل کا باپ بھی تھا۔ دونوں بیٹیاں خوبصورتی کا مجسمہ تھیں اور مہذب، شائستہ و باکمال بھی خصوصاً مومل تو دانائی اور حسن و جمال میں بے نظیر تھی۔

راجہ مر گیا تو مرد وارث نہ ہونے کے سبب مومل نے تخت و تاج سنبھالا۔ اس نے حکمرانی کے گُر سے خود کو آشنا کر رکھا تھا اور بہت زیرک حکمراں ثابت ہو رہی تھی۔

اُس نے اپنے شوہر کے انتخاب کی ضرورت محسوس کی۔ وہ ساتھی چاہتی تھی، جو ذہانت میں اس کا ہم پلہ اور محبت کرنے والا ساتھی ہو۔ ریاست کی ذمہ داریاں بھی بانٹ سکے۔ محض اس کی دولت کی وجہ سے اس کا خواہاں نہ ہو۔

اُس نے ایک انوکھا منصوبہ بنایا۔ محل کے گرد خندق کھُدوائی۔ جو چوڑی تو بہت تھی۔ مگر دس یا بارہ انچ گہری تھی۔ سمندر کا پانی اس میں بہا دیا گیا۔ جو مد و جزر پیدا کرتا تھا۔ اور گہرائی کا صحیح اندازہ نہ ہو سکتا تھا۔

محل کی دیواروں کے گرد شیروں کی مجسمے رکھوا دیئے جو زندہ نظر آتے تھے۔ ان کی حرکات ایسی تھیں کہ بھاگ رہے ہوں۔ اور تند خو بھی تھے جو محل کی حفاظت پر معمور تھے۔

صحن میں سات پلنگ رکھوا کر چھ کی بُنائی کچے دھاگے سے کرائی اور صرف ایک کو مضبوط تانت سے بنوایا سارے پلنگ پر بستر لگے تھے کہ ان کی پہچان مشکل ہو جائے۔

اس کے بعد شہزادی مومل نے اعلان کیا کہ جو شخص ان آزمائشوں سے گذرے گا۔ وہ میرا شوہر بنے گا۔

بہت سے طالع آزما شہزادے اور امراء کے بیٹے شہزادی کو جیتنے کی امید پر آئے مگر کہیں نہ کہیں سے ناکام لوٹے کئی مہینوں تک شہزادی ان کی پہنچ سے دُور رہی۔

ایک روز عمر سومرو جو عمر کوٹ کا بادشاہ تھا اور اپنے وزیر اور درباریوں کے ساتھ شکار پر نکلا تھا۔ سڑک پر اسے ایک فقیر ملا۔ وہ حسرت کی ایک داستان تھا اور مومل کو پانے میں ناکام رہا تھا۔ خود ایک امیر کبیر کا فرزند تھا۔ اس نے تفصیل سے اسے بھی تینوں مراحل بتائے۔

”کتنے عجیب ہیں“ عمر سومرو نے کہا پھر وہ اپنے نوجوان وزیر رانو سے مخاطب ہوا ”چلو ہم بھی چلتے ہیں اور آزمائش سے گذرنے کی کوشش کرتے ہیں“۔

وزیر اور درباری بادشاہ سے کم بیتاب نہ تھے سب نے اپنے گھوڑوں کے رُخ ریاست کاک کی سمت موڑ دیئے۔ جو عمر کوٹ کی چند گھنٹوں کی مسافت پر تھا۔

وہ خندق کے کنارے پر کھڑے تھے پانی کی لہریں دیکھتے رہے۔ اور خوفناک شیر بھی۔ بادشاہ اور درباری مومل کی للکار کا خیال کئے بغیر لوٹ گئے۔ جب کہ رانو ہار ماننے پر آمادہ نہ تھا۔ مردانگی کے اس امتحان کے خوش تدبیری نے اس کے جوان تخیلات کو بھڑکا دیا تھا وہ اس صورت کی عقل پر دنگ تھا جس نے اتنے عمدہ

Taj Tahir Foundation

امتحانات کی اختراع کی۔

"میں اس شہزادی کو اپنی بیوی بناؤں گا" گھوڑے سے اُترا اور نیزہ مار کر پانی کی گہرائی کا اندازہ کر کے پہلی آزمائش سے گذر گیا۔

آگے بڑھا اور اُسے یوں محسوس ہوا کہ شیر ساکن ہیں۔ نیزہ پھینکا مگر بے جان شیر کیا لپکتے۔ صرف پتھر کے منقش اور رنگ کئے ہوئے شیر تھے۔

اب بستروں کا راز افشا ہوا جب نیزے نے اُسے اصلی اور نقلی میں فرق کر دیا۔

شہزادی کا دل اُس نے جیت لیا اور دونوں میں پیار کی گرہیں بڑھتی رہیں اور جدائی کا شائبہ باعثِ عذاب ہونے لگا۔

عمر کوٹ کا بادشاہ اپنے وزیر کی کامیابی پر اس سے حسد کرنے لگا۔ اس نے یہ برداشت نہ کیا کہ جن آزمائشوں سے خائف ہو کر وہ لوٹ آیا تھا ان میں رانو کامیاب ہو۔ اس کا پیغامبر رانو کو لانے کے لئے ریاست کاک کو روانہ ہوا۔

"میرے پیارے رانو" بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ "میں نے محسوس کیا کہ تم نے میرے وزیر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کیا۔ تم نے نئی بیوی کے ساتھ وقت ضائع کر دیا" آئندہ چھ ماہ تک تمہارے لئے حکم ہے کہ ریاست نہیں چھوڑ سکتے۔

رانو سکتے میں آگیا مگر خاموش رہا۔ اپنی چاہنے والی بیوی کی جدائی کی یاد بھی اذیت ناک تھی۔ رات کو وہ تیز رفتار اونٹ پر نکلا اور کاک کو روانہ ہو گیا۔

دو گھنٹے کے سفر کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ تھا جس کی جدائی اسے تڑپاتی رہتی تھی۔ وہ بھی رات کو بمشکل سو سکتی تھی۔ اُسے کھانے پینے سے رغبت نہ رہی تھی۔

رانو نے مومل سے کہا۔ "طویل جدائی پر ندامت ہے مجھے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر رات ملنے ضرور آیا کروں گا۔"

دونوں نے ایک دوسرے سے وفا کے پیمان کو مضبوط کیا۔ اس نے عمر کوٹ کے بادشاہ کی عائد کردہ پابندی کا ذکر نہ کیا کہ اسے صدمہ پہنچے گا۔

ہر شام وہ تاریکی میں نکلتا اور پو پھٹنے پر واپس چلا آتا۔ یوں یہ ملاقاتیں خفیہ طور پر جاری رہیں۔

ایک روز پڑوسی ریاست کا حکمران عمر کوٹ کے دوستانہ دورے پر آیا۔ سومرو نے اس کے اعزاز میں شاندار دعوت دی۔ رانو کو بھی اس میں ضرور شرکت کرنا تھی۔ بادشاہ آج وزیر پر خاص توجہ دے رہا تھا۔ رانو کی قابلیت کا ذکر اس نے اپنے مہمان پر بھی کیا۔ رانو مہمان بادشاہ کی خدمت پر مامور تھا۔

رات بتدریج بڑھ رہی تھی اور رانو بے چین ہو رہا تھا۔ اس کے خیالات کہیں اور اُلجھے ہوئے تھے۔ سومرو سے اُس نے دو ایک بار اجازت بھی مانگی مگر مومل کی یاد ہر بار اس کی ناکام آرزوؤں سے لپٹ کر رہ گئی۔

ادھر مومل پریشان تھی۔ وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی پھر ایک خوفناک خیال جو عورت کو محبت میں پاگل پن کا شکار بنا دیتا ہے، اُسے گھیر لیا۔ کیا کوئی اور خوبصورت عورت اسے مل گئی؟ مجھ سے ذہین تھی؟ حسین تھی؟ جوں جوں رات بڑھ رہی تھی یہ خیال پختہ ہو رہا تھا۔ وہ یقین کر چکی تھی کہ وجہ اس کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ تقریباً نصف شب بادشاہ کے مہمان رخصت ہوئے۔ رانو کو آزادی ملی۔ تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر روانہ ہو گیا۔ تین چوتھائی شب بیت چکی تھی۔ جب اپنی بیوی کے محل میں پہنچا۔ چاند شفق پر ہلکی ہلکی روشنی بکھیر رہا تھا۔ مومل یقیناً سو گئی ہوگی۔ اچانک اس کی خواب گاہ کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ دنیا اس کی نظروں میں گھوم گئی۔ بلاشبہ اس کی بیوی سو رہی تھی مگر برابر ہی بازوؤں کا حلقہ بنائے کوئی نوجوان تھا دونوں گہری نیند میں تھے۔

باقی دیکھئے صفحہ ۱۴۲ کالم ۲

سید نفیسہ دہلوی

جنت البقیع کے قبّے

سعودی عہد سے پہلے مدینہ منورہ میں

سعودی عہد سے پہلے مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں گیارہ قبے تھے۔

۱۔ قبہ سیدنا عثمانؓ بن عفانؓ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے شہید کر کے بقیع میں دفن نہ ہونے دیا۔ اس کے متصل ان کے باغ حسن کوکب میں بوقت شب مسلمانوں نے تدفین کی بعد میں اسے بقیع میں شامل کر لیا گیا۔ یہ قبہ بہت شاندار تھا اور مزار کے گرد جالی دار کٹہرا تھا۔ اسی قبہ کے پرنالہ کے نیچے حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ حضرت ام بنوری کا مزار تھا۔ اسی طرف شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کے پیر حضرت یحییٰ مدنی چشتی آرام فرما تھے۔

۲۔ قبہ سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلعم اس قبہ میں سیدنا ابراہیم (وفات سنہ ۱۰ھ) کے علاوہ حضرت عثمانؓ ابن مظعون جنہیں سب سے پہلے بقیع میں دفن کیا گیا۔ اور سیدنا عبدالرحمنؓ بن عوف (وفات سنہ ۳۲ھ) سیدنا سعید بن زید (وفات سنہ ۵۱ھ) سیدنا سعدؓ بن ابی وقاص (یہ تینوں حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) سیدنا اسعدؓ بن زرارہ انصاری جن کے زیر پرورش یتیموں کی زمین مسجد نبوی کے لئے خریدی گئی تھی۔ ان تمام حضرات کے اسمائے گرامی قبہ میں اندر لکھے ہوئے تھے۔ اور سب کا سلام عرض کیا جاتا تھا۔

۳۔ قبہ ازواج النبیؐ اس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ مدفون جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ اور حضرت میمونہ مدفون سرف نزد مکہ معظمہ کے علاوہ تمام امہات المسلمین آرام فرما ہیں۔ حضرت سودہؓ سنہ ۵۴ھ حضرت عائشہ صدیقہ سنہ ۵۸ھ حضرت صفیہ سنہ ۳۱ھ حضرت ام حبیبہ سنہ ۴۴ھ حضرت ام سلمیٰ سنہ ۵۹ھ بقول بعض سنہ ۶۱ھ حضرت حفصہؓ سنہ ۴۵ھ حضرت زینب ام المساکین سنہ ۴ھ حضرت زینب بنت جحش سنہ ۲۱ھ حضرت جویریہ سنہ ۵۶ھ۔ احتراماً مرد اندر نہیں جاتے تھے۔

۴۔ قبہ بنات النبی سرور دو عالم صلعم کی تین صاحبزادیاں آرام فرما ہیں۔ سیدنا زینبؓ سنہ ۸ھ سیدنا رقیہ سنہ ۲ھ سیدنا ام کلثوم سنہ ۹ھ

۵۔ قبہ امام مالک عاشق رسول مقبولؐ اور مالکیوں کے امام سنہ ۱۷۹ھ ان کے ساتھ فن قرأت اور حدیث کے امام سیدنا نافعؒ مدفون ہیں۔

۶۔ قبہ سیدنا عقیل بن ابی طالب یہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی وفات سنہ ۶۰ھ حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ طیار جن کا لقب سخاوت کی وجہ سے اجود العرب تھا وفات سنہ ۸۰ھ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہنوئی حضرت زینب کے شوہر تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب سنہ ۲۰ھ سرور کائنات جنت البقیع میں تشریف لاتے تو یہاں کھڑے ہوتے تھے۔

۷۔ قبہ اہل بیت عظام سیدۃ النساء فاطمہ زہرا

علیہا السلام ۱۱ھ سیدنا عباسؓ بن عبد المطلب ۳۲ھ امام حسن علیہ السلام ۵۰ھ امام زین العابدین علیہ السلام ۹۵ھ امام محمدؐ باقر علیہ السلام ۱۱۴ھ و امام جعفر صادق علیہ السلام ۱۴۸ھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک بھی ایک روایت کے مطابق حضرت عباسؓ کے پائنتی مدفون تھا۔

۸۔ قبہ حضرت فاطمہ بنت اسد | جناب امیر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ بقیع کے باہر جانب جنوب مشرق۔ جناب حبیب کردگار صلعم نے ان کی قبر میں لئے اپنا پیراہن کفن کے لئے دیا تھا۔

۹۔ قبہ ابو سعیدؓ | قبہ فاطمہ بنت اسد کے برابر۔ ان کے والد مالکؓ بن سنان بھی صحابی شہید اُحد تھے۔

۱۰۔ قبہ عمات النبیؐ | حضرت صفیہؓ والدہ حضرت زبیر بن العوام حضرت خدیجہؓ کے برادر زادہ۔ حضرت عاتکہ حضرت ام البنین بنت عبد المطلب۔ دروازے سے داخل ہو کر جانب جنوب کونے میں تھا۔

۱۱۔ قبہ سیدنا حلیمہ سعدیہ | ان کے علاوہ بہت سے جلیل القدر صحابہ مثلِ خالدؓ بن ولید عبد اللہؓ بن مسعود عمروؓ بن العاص ابن حذافہؓ سہمی۔ سعدؓ بن معاذ یہیں آرام فرما ہیں۔ مگر ان کے مزاروں کا نشان نامعلوم رہا۔

یہ دُنیا جائے عبرت ہے
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

بقیہ صفحہ ۱۴ کالم ۲ کا:۔

رانو نے نیم تاریکی میں دونوں کے خوبصورت چہرے دیکھے۔ بے چینی اور چبھن سے رانو نے منہ پھیر لیا۔ چند لمحے وہ بے حس رہا۔ بالآخر اپنی چھڑی اس کے پہلو میں رکھ کر رخصت ہو گیا۔

مومل اٹھی تو چھڑی کی پہچان سے رانو کی خبر ملی۔ اس کا دل ڈوبنے لگا کہ اس نے کیا کیا؟ وہ خود سے متنفر ہو گئی۔

فوراً لباس بدلا اور رانو کی تلاش میں نکلی۔ عمر کوٹ میں وہ نہ ملا تو اس کے آبائی گاؤں ڈاٹ گئی وہاں وہ تھا مگر دنیا سے کٹ چکا تھا۔ خود ایک تاریک کمرے میں بند ہو گیا تھا۔ اور دنیا سے رابطہ ختم کر کے کسی سے بھی ملنے سے انکار کر دیا تھا۔

مومل نے اس سے ملنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ رانو کے سخت رویے نے اس کا دل توڑ دیا۔ ایک یا دو دن بعد وہ بھی وہیں مر گئی۔ وہ اپنے پیارے شوہر سے کبھی یہ نہ کہہ سکی کہ جس نوجوان کو تم نے میرے پاس دیکھا تھا وہ میری چھوٹی بہن کومل تھی۔

جوہرِ نسواں کا
سالگرہ نمبر ۱۹۷۶ء
کی چند کاپیاں ابھی باقی ہیں۔ قیمت ۵/- روپیہ مگر نئے سالانہ خریداروں کو سالانہ چندہ میں دیا جا سکتا ہے۔ بذریعہ وی پی ۱۱/۵۰ میں۔
جوہرِ نسواں زنانہ دستکاری کا مشہور و مقبول رسالہ ہے جسے مولانا رازق الخیری نے ۳۴ء میں جاری کیا تھا۔

سید محمد میاں سلیم شاہجہاں پوری

نیکی کا فیشن

حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم کا شعر ہے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

یعنی ایک ایسے زمانے میں جبکہ ہر طرف زنانہ و مردانہ لباسوں کے نت نئے فیشن جوتوں کے نت نئے ڈزائنوں کے رنگارنگ فیشن۔ ٹائیوں کا سوٹ سے "میچ" ہونے کا فیشن میکسی کے عجیب وغریب فیشن بات کرنے کا انوکھا فیشن۔ مہمان نوازی کے دلربا فیشن۔ اور خدا جانے کتنے فیشن روز پیدا ہوتے۔ اور چند روز اپنی بہار دکھا کر ہمیشہ کے لئے گوشہ گمنامی میں چلے جاتے ہیں۔ اور ہر طرف ان گوناگوں فیشنوں کے اپنانے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے ایک غلغلہ برپا ہے۔ "نیکی کے فیشن" کی بات کرنا ایک مجذوب کی بڑ یا نقار خانے میں طوطی کی آواز سے زیادہ اور کیا حیثیت رکھتا ہے۔

جب تک نیکی یعنی خدمت خلق کو فیشن کے طور سے اپنایا نہیں جائے گا معاشرہ کی اخلاقی و روحانی فلاح کے سامان پیدا نہیں ہو سکتے۔ ترقی یافتہ قوموں کے ایجاد کردہ فیشنوں کو اپنا کر شاید ہم ایک متمدن قوم تو کہلا سکیں لیکن مہذب اور باوقار قوموں کی صف میں اپنا کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتے۔

در اصل نیکی کا حصول اتنا مشکل نہیں جتنا ہم نے اپنی سہل انگاری نے سمجھ لیا ہے۔ جب اللہ تعالے نے قرآن حکیم میں یہ ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ

ترجمہ:۔ اور جس نے رتی برابر بھی نیکی کا کام کیا، اس کا اجر پائے گا۔ اور جب کہ حبیب کبریا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ راستے سے ایک کانٹا یا ٹہنی بھی اٹھا کر اگر بہ نیت ثواب پھینک دی جائے تو اس کا اجر بھی ملے گا۔ ان اقوال مبارکہ سے نیکی کا راستہ ہمارے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اور جب ہمیں یہ خوشخبری بھی مل جائے کہ جو کوئی نیکی کا کام بجا لائے تو اس کو جیسی دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

تو پھر ہم سے زیادہ بدنصیب اور کون ہوگا جو دن بھر میں ایک بھی نیک کام بجالانے کی کوشش نہ کریں جو ہمارے دس برے اعمال کو ڈھانک لے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا لے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تحقیق کہ نیکیاں برائیوں کو زائل کر دیتی ہیں

کتنا امید افزا اور شیریں کلام ہے کہ اگر شامت اعمال سے کوئی برائی سرزد ہو گئی ہے تو اس کا ازالہ نیک کام بجا کر کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا صرف دکھاوے کا ایمان نہ ہو بلکہ ہمیں پختہ یقین ہو کہ کائنات کا ایک خالق ہے اور اس نے انسان کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

کہ ہم نے جن و انسان کو صرف اور صرف اس لئے پیدا کیا ہے

Taj Tahir Foundation

کہ وہ ہماری عبادت بجا لائیں اور ہمارے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ اور حقیقی بندے بننے کے جو طریقے ہم نے قرآن کریم میں (اوامر و نواہی کی صورت میں) بیان کر دیئے ہیں ان پر صدق دل سے عمل پیرا ہو جائیں۔ ہمیں آخرت پر بھی یقین ہے کہ اس جہان سے کوچ کر جانے کے بعد ہماری روح فنا نہ ہوگی۔ بلکہ اپنے نیک و بد اعمال کی پاداش میں سزا یا جزا کی مستحق ہو کر خدا تعالیٰ کی ناراضی مول لے کر دوزخ میں یا اُس کی رضا حاصل کر کے ابدی جنت کی حقدار بن جائے گی۔

کیا ہم اپنے پیدا کرنے والے رحیم و کریم آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی سخت مزاجی کو نرمی سے اور اپنے غضب کو عفو و درگزر میں تبدیل نہیں کر سکتے؟ کیا ہم حصول ثواب کی خاطر جھوٹ، فریب، غیبت، بدخلقی اور دل آزاری کو ترک نہیں کر سکتے؟ ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ یہ تمام برائیاں زہر ہلاہل کا اثر رکھتی ہیں۔ جو ہمیں بالآخر ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیں گی۔

تصانیف علامہ راشد الخیری

سراب مغرب
غیر مسلم استانیوں سے لڑکیوں کا تعلیم پانا کہاں تک جائز ہے تقلید مغربی کے ہولناک نتائج پارٹیز کا حشر، ماں باپ کی ناعاقبت اندیشی اور لڑکی کی بربادی بہت مشہور تصنیف ہے
قیمت ۲/- روپے

محبوبۂ خداوند
قرن اولیٰ کے مسلمانوں کی دلولہ خیز جاں بازیاں طرابلس کا مقدس خداوند شمالی افریقہ کی حسینہ عفیرہ کو قابو میں کرنے کے لئے اپنے فرضی دعوؤں میں کیا کیا کرتب دکھاتا اور وہ کس طرح اپنی عزت بچا کر اسلام قبول کرتی ہے اسلام اور عیسائیت کے معرکے۔
قیمت ۳/- روپے

عصمت بک ڈپو صدر کراچی

مہ جبیں فاطمہ ماہ

قائدِ اعظم کی یادیں

اندھیری رات تھی ہر سمت ظلمت کا طوفاں تھا
رواں تھے آنکھ سے آنسو اور اک محشر نمایاں تھا
فضا میں موت کے تاریک سائے تھرتھراتے تھے
کہ قلبِ ناتواں پر موت نے خنجر چلائے تھے
افق پر زندگانی کے مصائب کی گھٹائیں تھیں
جنوں کی فتنہ انگیزی تھی اور خونی فضائیں تھیں
ہوائیں مضطرب تھیں آگ کے طوفاں حائل تھے
رفیقانِ سفر بیداد کے خنجر سے گھائل تھے
جفاؤں پر جفائیں تھیں ستم پرور زمانہ تھا
چمکتی بجلیوں کی زد میں اپنا آشیانہ تھا
تلاشِ رہبر کامل میں سرگرداں تھی قوم اپنی
ہر اک منزل پہ تھا اک راہزن حیراں تھی قوم اپنی
خزاں میں ایک بھونرے کو گلِ تر کی تمنا تھی
تھکن سے چُور تھے سب ایک رہبر کی تمنا تھی
بدل کر رکھ دیا جس نے چمن میں وہ رہنما آیا
یکایک عارضِ گیتی پہ رنگِ خوشنما آیا
نئی اک روح جسمِ ناتواں میں جس نے دوڑائی
جلا دی جس نے ہر منزل پہ آ کر شمع آزادی
چمن کے گوشہ گوشہ میں نیا اک انقلاب آیا
سویرا ہو گیا اے ماہ ایسا آفتاب آیا

(قائدِ اعظم کے صد سالہ یوم پیدائش کے موقع پر)

بیگم پاشا صوفی ایم-اے

سلطنت آصفیہ جو کبھی تھی

قبل اس کے کہ میں اپنی داستانِ حیات سناؤں یہ اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ مملکت آصفیہ کے حالات کا کچھ تذکرہ کر دوں تاکہ قارئین کو اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ خطۂ دکن کی ہندوستان میں کیا حیثیت تھی اور شاہانِ آصفیہ نے کس شان اور رواداری سے سوا دو سو سال تک حکمرانی کی اور زوالِ سلطنت آصفیہ سے کروڑوں مسلمان کس طرح متاثر ہوئے۔

ہندوستان کی ریاست حیدر آباد دکن مملکت آصفیہ کا رقبہ ۸۲٫۲۰٫۶۹۸ مربع میل تھا جو سطح سمندر سے ۱۲۰۰ فیٹ سے لے کر ڈھائی ہزار فیٹ تک بلند ہے۔ شمالی اور مغربی حصہ سرسبز اور شاداب لیکن جنوبی حصہ کسی قدر بنجر ہے۔ اس ملک میں چھوٹی بڑی پچاس ندیاں بہہ رہی ہیں۔ تمام ملک میں بیس ہزار چار سو اسی تالاب ہیں جس میں میر جملہ، میر عالم، حسین ساگر، حمایت ساگر، نظام ساگر وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

گول کنڈہ اور حیدر آباد کے آثار قدیمہ سرزمیں حیدر آباد کا چپہ چپہ اپنی گذشتہ تاریخی عظمت و شوکت کا پتہ دیتا ہے۔ یہاں کے فلک بوس قلعے۔ عالی شان مقبرے۔ پُرعظمت مساجد و منادر اپنے بانیوں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

قدیم زمانے میں یہ ریاست ہیرے کی کانوں کے لئے مشہور تھی "کوہ نور" ہیرا جو آج تک برطانیہ کے شاہی تاج کو زینت بخش رہا ہے۔ گول کنڈہ کی کان سے برآمد ہوا تھا۔ **معدنیات** ضلع رائچور میں سونے کی ایک کان ہے۔ سنگارینی ضلع ورنگل میں کوئلے کی بہت بڑی کان ہے۔

صنعت و حرفت میں عجیب و غریب گل کاری کے برتن، قالین، کمخواب، مشجّر، ہمرو، اورنگ آباد کے زربفت شال مشہور ہیں۔ کپڑا بننے۔ کاغذ بنانے اور شکر بنانے کے کارخانے مختلف اضلاع میں قائم کئے گئے تھے۔ اسلحہ سازی میں بندوقوں اور توپوں کے ورکشاپ تیار کئے گئے تھے۔ آصفی حکومت نے یورپ کی طرح برقی کارخانوں کا انتظام کیا تھا۔ قسم قسم کے عمدہ اور خوشنما شیشے وعات اور سینگ کے بیدری بٹن مشہور تھے۔ اس کے علاوہ یہاں کے جوتے بہت مشہور ہیں۔ چوڑیاں بنانا سنگار ڈی اور نارائن پیٹ کی ریشمی، زریں، سوتی اور ریشمی ساڑیاں، گلبرگہ کا سرکا مسالہ غرضیکہ باہر کے ملکوں کے لوگ یہاں کی چیزیں بطور تحفہ خرید کر لے جاتے ہیں۔

Taj Tahir Foundation

نباتاتی پیداوار میں چاول،
نباتاتی پیداوار گیہوں، جوار، باجرہ وغیرہ
اور ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ شریفے اور
کیلے بڑی افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔

اس ملک میں اتنے انواع واقسام
حیوانات کے حیوانات ہوتے ہیں کہ بیسور
کے علاوہ ہندوستان کے کسی خطے میں نہیں
پائے جاتے۔ شیر، ہاتھی، ریچھ، نیل گائے، ارنا بھینسا
ہرن، سانبر، بارہ سنگھا، مرغابی، مور، قاز، بطخ،
مرغ، تیتر، بٹیر، کبوتر وغیرہ وغیرہ۔

باوجودیکہ یہ ملک تقریباً سات سو
مذہب سال تک مسلمانوں کے زیرِ حکومت
رہا۔ لیکن یہاں مختلف ذاتوں کے ہندوؤں کی
تعداد ۸۰ یا ۸۵ فی صد رہی اور مسلمان پندرہ
بیس فی صد سے نہ بڑھ سکے۔ عیسائی مذہب کے
پیرو مشنریوں کی کوشش سے صرف دو فی صد تھے۔
اس ملک میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مثلاً تلنگی
مرہٹی، کنڑی لیکن اُردو زبان تمام ملک میں بولی
اور سمجھی جاتی ہے۔

ریاست حیدرآباد دکن کا
نظام حکومت نظام حکومت چلانے کے
لئے بہت سے دفاتر قائم تھے جن میں سے خاص طور
پر قابلِ ذکر دفتر افواج ہے۔ اس میں باقاعدہ اور
بے قاعدہ فوج تھی۔ امپیریل ٹروپس (Imperial
Troops) یعنی وہ فوج جو ملک معظم شہنشاہ برطانیہ
کی طرف سے تمام ہندوستانی ریاستوں میں والیان
ریاست کی جان و مال کی حفاظت کے لئے مقرر کی
جاتی تھی اور جس کے اخراجات والیانِ ریاست
کے ذمہ ہوتے تھے۔ حکومت حیدرآباد ساٹھ لاکھ
روپئے سالانہ حکومت برطانیہ کو دیتی تھی یہ فوج
۱۸۹۳ء میں سرافسر الملک کمانڈر افواج کی نگرانی
میں قائم کی گئی تھی ان کے رسالے اور بریگیڈ
تھے۔ اس کے علاوہ دفتر مال۔ دفتر دیوانی، ہوم
آفس، مجلس اجراء مجلسِ دعویٰ برسرکار، مجلس اصلاح
مصارف۔ دفتر فینانس۔ دفتر نظم جمعیت، پولیس
اضلاع و پولیس بلدہ۔ انتظام کے لحاظ سے تمام
ملک چار صوبوں :- اورنگ آباد، ورنگل، گلبرگہ و
میدک۔ اور سولہ ضلعوں، محبوب نگر، نلگنڈہ بیڑ
نرمل، کریم نگر، عثمان آباد، اورنگ آباد، نظام آباد،
ورنگل، گلبرگہ، میدک، عادل آباد، آصف آباد، ہیلا،
ناندیڑ، پربھنی پر منقسم تھا۔ اضلاع میں تعلقے اور
تحصیلیں ہوتی تھیں۔ ہر چار ضلعوں پر ایک صوبہ دار
مقرر کیا جاتا تھا۔ ان کے تحت ہر ضلع پر ایک تعلقہ دار
ہوتا تھا۔ جسے صاحب ضلع کہتے تھے۔ سلطنت آصفیہ
کا دارالسلطنت حیدرآباد تھا۔ یہاں ایک صدر
محکمہ خالصہ ہوتا تھا جو دفتر مالگذاری کے نام سے
مشہور تھا۔ اسی دفتر کے تحت صوبہ جات اور اضلاع تھے۔

شاہانِ دہلی اور روسائے ہند میں
امورِ مذہبی قدیم زمانے سے یہ رواج رہا کہ مسافروں
کی آسائش اور محتاجوں کی پرورش کے لئے اپنی
سلطنت میں مساجد، معابد، گنبدوں، عاشورخانوں
خانقاہوں، سراؤں، دھرم شالوں کو بنوائے اور
ان کے قیام و بقا کے لئے معاشیں مقرر کرتے۔ جو
شخص ان کے انتظام کرتا وہ صدر الصدور کہلاتا

Taj Tahir Foundation

اور اس کے محکمہ کو صدارت العالیہ کہتے۔ اس محکمہ سے اکثر لوگوں کو جاگیریں اور وظیفے دیئے جاتے تھے۔ ہندوؤں کے معابد کثرت سے تھے۔

دارالقضاء وہ محکمہ تھا جہاں قاضی مقرر ہوتے تھے اور جہاں وراثت اور ازدواجی جھگڑوں کے فیصلے کم سے کم وقت میں طے کر دیئے جاتے تھے۔

تعلیمات حاکمانِ ریاست، علماء اور اہلِ فن کے قدردان تھے۔ فروغِ تعلیم کے لئے مدرسۂ عالیہ نظام کالج، دارالعلوم انجینئرنگ کالج اور متعدد ہائی اسکول۔ جن پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے تھے۔

۱۸۸۵ء سول سروس کلاس کا آغاز ہوا تھا۔ مدرسۂ نظامیہ میں عربی، فارسی اور علوم شرقیہ کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام تھا۔ مدرسۂ آصفیہ ملک پیٹ میں تھا۔ بہت سے مشن اسکول، گرامر سینٹ جارج۔ سینٹ فرانسز اور روزری کانونٹ وغیرہ تھے۔ ہندو اسکول ویوک وردھنی۔ متعدد دھرم شالے، ۱۸۸۸ء میں زنانہ اسکول مدرسۂ اعزہ کا افتتاح ہوا اس کو نامپلی سکول بھی کہتے تھے۔ اس کی سب سے پہلی پرنسپل ایک یوروپین لیڈی مس ایونس تھیں۔ امراء اور رؤسا کی لڑکیوں کے لئے ایک اور خاص اسکول ۱۹۰۷ء میں محبوبیہ گرلز اسکول کے نام سے قائم کیا گیا۔ اس میں بہت بڑا انگلش اسٹاف تھا جو برطانیہ سے بلایا جاتا تھا۔ اضلاع میں انسپکٹر اور انسپکٹریس تعلیمات مقرر تھے جو دیہات و تعلقات کے مدارس کا انتظام کرتے تھے۔

یتیم خانے سرکاری اور غیر سرکاری یتیم خانے قائم کئے گئے تھے۔ یتیم خانۂ وکٹوریہ میموریل فنڈ لاکھوں روپیوں کے خرچ سے سرور نگر میں بنایا گیا تھا اس میں ہندو مسلمان یتیم لڑکے اور لڑکیاں رہتی تھیں۔ کمیٹی کی نگرانی میں تعلیم و صنعت و حرفت کے کام سکھائے جاتے تھے۔

رضیہ انور امروہوی

عرضِ حال

تجھ کو قدرت ہے پھر مدینہ دکھا
زندگی کا مجھے پھر قرینہ دکھا
جس میں جانے کی تیاریاں ہوں مرے
وہ دن وہ مقدس مہینہ دکھا
روح بیتاب قلب ونظر کو تلاش
شوقِ دل کا تقاضہ مدینہ دکھا
جہاں دین و دنیا کی دولت ملے
وہ رحمت کا لُٹتا خزینہ دکھا
شادماں شادماں پھر ہو اپنا سفر
محوِ پرواز پھر وہ سفینہ دکھا
ارضِ جنت کی کیاری ہے ریاضِ جناں
وہ حرم کی زمیں وہ نگینہ دکھا
میرے ہونٹوں پہ انور یہی ہے صدا
پھر مدینہ دکھا پھر مدینہ دکھا

Taj Tahir Foundation

بہلول فارابی

دنیا کے یہ میلے

پاکستان میں کوئی شخص کہے کہ میں کلکتہ سے آیا تھا تو وہ یہاں بنگالی کہلائے گا۔ اس کو بنگالی کہنا صحیح ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ حالات معلوم ہونے کے بعد دیا جا سکتا ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے قبل بنگال کی سرزمین میں کلکتہ دراصل پوری سلطنت برطانیہ کا لندن کے بعد دوسرا بڑا شہر تھا۔ بہت بارونق اور منتخب شہر بھی۔ کلکتہ کی بنیاد ۱۶۹۰ء میں انگریزوں نے ڈالی تھی۔ اس کے چھیاسٹھ ۶۶ سال بعد تھوڑے عرصہ کے لئے، کلکتہ نواب سراج الدولہ کے قبضہ میں تھا۔ پھر انگریزوں نے اسے دوبارہ فتح کرلیا۔ جب انگریزوں کی حکومت برصغیر میں باقاعدہ قائم ہوگئی تو ۱۷۷۲ء سے ۱۹۱۲ء تک دارالحکومت کلکتہ رہا، اس کے بعد انگریزوں نے دارالحکومت کو دہلی منتقل کردیا۔ برطانیہ کی دوسوسالہ عملداری کے دوران، پاکستان بننے کے دن تک، کلکتہ ہندوستان کا سب سے بڑا تجارتی، ثقافتی اور تعلیمی مرکز مانا جاتا تھا۔ تاجر، فوجی قانون داں، طبیب، ادیب اور مختلف قسم کے دیگر پیشہ ور انگریزوں کے خاندانوں نے کلکتہ میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ ان کے علاوہ راجستھان کے ہندو مارواڑی کاروباری لوگ کثیر تعداد میں کلکتہ آکر آباد ہو گئے۔ دہلی اور پنجاب کے سوداگروں کی بڑی بڑی جماعتیں، سورتی، میمن بیوپاری اور بہت سے سکھ فرقے والے بھی کلکتہ میں بس گئے تھے انگریزوں کے دورِ حکومت میں دو ایسے تاریخی واقعات پیش آئے جن سے کلکتہ شہر اثر انداز ہوا۔ ایک واقعہ تو ۱۷۹۲ء کا ہے کہ تیسری جنگ میسور میں ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد اس کے خاندان کے تمام افراد کو انگریز کلکتہ لے گئے اور ان کی نسلیں وہیں پھیلتی رہیں۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۵۶ء میں نواب واجد علی شاہ کی مملکت اودھ جب زیر ہوگئی تو انگریزوں نے اودھ کے پورے شاہی خاندان کو لکھنؤ سے کوچ کرکے کلکتہ میں بودوباش پر مجبور کیا۔ اس طرح ٹیپو سلطان اور نواب واجد علی شاہ کے خاندانوں کا بڑا گہرا اثر کلکتہ کی ثقافت پر پڑا۔ ان حالات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کلکتہ کے باشندے درحقیقت ان تمام متفرق گروہوں سے تعلق رکھتے تھے جو کلکتہ کے چند مخصوص محلوں میں رہتے تھے مسلمان بنگالی کلکتہ کے دیگر مسلمانوں کے ساتھ گھل مل گئے کلکتہ میں اُردو زبان کے دو مستقل تھیٹر تھے ایک بنگلہ زبان کا تھیٹر تھا اور ایک انگریزی تھیٹر۔ وہاں کے سینماؤں میں انگریزی فلموں کے علاوہ اُردو فلمیں مقبول تھیں۔ بنگلہ فلم بہت کم کسی سینما میں دکھائی

Taj Tahir Foundation

جاتی تھی۔ کلکتہ کے بڑے بڑے کلبوں میں انگریزوں کا بول بالا تھا اور وہاں کوئی اونچا دیسی افسر بھی نہیں جا سکتا تھا۔ کلکتہ کا معروف باغ ایڈن گارڈن (Eden Garden) جہاں ہر شام انگریزی بینڈ بجا کرتا تھا، وہاں صرف انگریزی لباس پہنے ہوئے لوگوں کو ٹہلنے یا بنچ پر بیٹھنے کی اجازت تھی۔ بڑے ہوٹلوں میں، انگریزی سنیماؤں کی اونچی سیٹوں میں (جن کے ٹکٹ ایک روپیہ دو روپے اور تین روپے تھے)، انگریزی دوکانوں میں، اور کلکتہ کے مشہور گھوڑ دوڑ کے میدان میں بھی لُنگی، دھوتی یا کبھی پاجامہ پہنے افراد کو اندر جانے کی ممانعت تھی۔ ان جگہوں میں پتلون والے ہی داخل ہو سکتے تھے۔ کلکتہ یونیورسٹی ہندوستان میں سب سے پرانی ہے۔ انگریزی اسکولوں میں دیسی لڑکے لڑکیوں کے لئے انگریز بچوں کی وضع اور گفتگو لازمی تھی۔ انگریزی کالجوں کے اساتذہ انگریز تھے۔ انگریزی فوج فورٹ ولیم میں رہتی تھی اور صدر علاقے کے بازاروں، ہوٹلوں، سنیماؤں اور دیگر تفریحی مقامات میں شام کے وقت اکثر انگریز فوجی وردی میں نظر آتے تھے۔ انگریزوں اور دیسی لوگوں (مرد یا عورت) کے درمیان کوئی دوستانہ تعلقات نہیں تھے۔ خود انگریزوں کے مابین بھی دوسرے کے گھر جانے کے لئے پہلے سے وقت مقرر کرنے کا رواج تھا۔ انگریز حکام و امراء کے بنگلوں کے پھاٹک پر خاص لیٹر بکس ہوتا تھا۔ جس پر یہ مستقل تختی ہوتی۔ "لیڈی فلاں گھر پر موجود نہیں ہیں"۔ جس کا مطلب سب جانتے تھے کہ لیڈی صاحبہ سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ کوئی تحریری پیغام یا خط بکس میں ڈال دو۔ کلکتہ پولیس کے تقریباً تمام افراد بہاری تھے۔ کلکتہ کے باشندوں میں ذرا بگڑی ہوئی اُردو زبان رائج تھی۔ اگرچہ وہاں رضا علی وحشت جیسے نامور شاعر اور اُردو ڈراما کے بانی آغا حشر کاشمیری بھی گذرے ہیں۔ لیکن برصغیر میں سنہ ۱۹۴۷ء کی تقسیم کے بعد کلکتہ کی تصویر بالکل بدل گئی۔ وہاں کے انگریز سب واپس چلے گئے زیادہ تر مسلمان پاکستان آ گئے، اور غول در غول ہندو جا کر کلکتہ میں بھر گئے تو اب بتایئے کہ تقسیم سے قبل کے کلکتہ کا کوئی مسلمان شہری کیا اصلی بنگالی ہوتا تھا؟

پاکستان کی اکثر یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی اداروں کے طلبا اور طالبات خود بخود بغیر کسی دانستہ تحریک یا کوشش کے، دو نمایاں گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک گروہ وہ جنھوں نے شروع سے انگریزی زبان میں تعلیم حاصل کی ہے، دوسرے وہ جن کی پڑھائی اُردو میں ہوتی۔ اور ان دونوں میں سے ایک گروہ قدرے احساس کمتری میں ڈوبا نظر آتا ہے۔ اس صورتِ حال میں علم کا کوئی دخل نہیں بلکہ کچھ ذہنیت کا تضاد اثر انداز معلوم ہوتا ہے۔ اس کی تشریح شاید اس بیان سے سمجھ میں آئے میری واقف کار ایک پچاس سالہ انگریزی تعلیم یافتہ پاکستانی خاتون ہیں۔ اُن سے میں نے کہا کہ چلئے آپ کو قلفی کھلائیں۔ وہ فوراً راضی ہوگئیں تو میں ان کو صدر لے گیا، ایک دوکان کے سامنے گاڑی روکی، وہاں سے قلفی منگوا کر ہم دونوں نے موٹر

Taj Tahir Foundation

کے اندر بیٹھ کر کھائی۔ انھوں نے مزے مزے کے قصّے سُنائے اور خوب لطف آیا۔ دوسرے ایک مہذّب اور تعلیم یافتہ گھرانے میں میرا بہت آنا جانا تھا۔ وہاں بھی ایک مرتبہ رات کے کھانے کے بعد پچاس سالہ صاحبۂ خانہ سے میں نے کہا کہ چلئے آپ کو قلفی کھلاآئیں۔ یہ سُن کر بڑی بی مجھے بیہودہ کہہ کر سخت ناراض ہوگئیں اور کئی مہینے انھوں نے مجھ سے بات نہیں کی۔ آخر ایسی تفریقِ فکر ہمارے مابین کیوں ہے۔

اس تذکرہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ ہمارے طلباء اور طالبات ہی نہیں بلکہ اساتذہ، دانشور، شعراء اور ادیب، سب یہ سوچیں کہ ہمارے تعلیمی نظام اور ثقافتی اثرات لوگوں کے ذہنوں کو کھول رہے ہیں یا بند کر رہے ہیں۔ یہ بھی قابلِ غور نکتہ ہے کہ ہمارے مصنفوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو پہلی دنیا کا کوئی فرد نہیں پڑھتا، اس کے برعکس مغربی ممالک کی ہر قسم کی اچھی بُری کتابیں جتنے شوق سے انگریز خواندہ عام لوگ پڑھتے ہیں شاید ہی اتنے سے اس ملک کے مفکرین و مدبّرین بھی ویسی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں ہمارے لکھنے والے مغربی کسی دانشور یا فلسفی کا حوالہ دینے میں ایک احساس برتری سے نازاں ہوتے ہیں، اور اگرچہ ان کی ادبی پیش کش عالمی معیار کی بہرحال نہیں ہوتیں، پھر بھی اس قسم کی تحریر کا کوئی پڑھنے والا خوب متاثر ہو کر اپنے دل میں کہتا ہے کہ یہ انشاپرداز کتنا لائق فائق ہے۔ لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی مغربی لکھنے والے نے کسی پاکستانی مفکر یا مصنّف کا حوالہ دیا ہو۔ شاید اس لئے کہ ان کے بلند پایہ کے قابلِ توجہ کوئی جدید تصوّر یا نظریہ اسس ملک سے رونما نہیں ہوا۔ انگریزی فلموں کو دیکھنے کے لئے، گو سمجھ میں نہ بھی آئے، پاکستانی عوام ایسے ٹوٹ پڑتے ہیں کہ بہت سی پاکستانی فلموں کے تماشائیوں کی اتنی بڑی بھیڑ نہیں ہوتی۔ کوئی بتائے کہ ایسی متضاد یا تردیدی ذہنیت پاکستان میں کیوں فروغ پا رہی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس صورتِ حال کے نتیجہ میں یا کسی اور سبب سے ہمارے معاشرے کے اکثر معاملے صحیح نہیں۔ بلکہ نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ برعکس دنیا کے تمام ملکوں کے، ہمارے طلباء میں اب یہ رجحان ہے کہ ممتحن کو چھرا یا پستول سے ڈرا کر امتحان پاس کر لینا بڑے خوبی کی بات ہے۔ درآں حالیکہ ہمارے لئے یہ بڑا سبق ہے کہ انگلینڈ میں رابن ہوڈ کے دور کے حالات موجودہ پاکستانی ماحول سے بدتر تھے، لیکن کسی غیر ملکی اثرات کے بغیر اپنے نجی فکر و عمل سے انگلینڈ کے باشندے خود ہی اپنے کو درست کر کے بڑے عروج پر پہنچے۔

امریکنوں کا کہنا ہے کہ دنیا میں علمیت ہر دس سال کے بعد دوگنی ہو جاتی ہے۔ یہ اگر صحیح مانا جائے تو اس معیار سے پرکھنے پر ہم کتنے پیچھے نظر آئیں گے۔ ٹیلی ویژن پر اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ پاکستان کے بہت سے دیہاتی علاقوں کے باشندے آج بھی پانچ ہزار برس پُرانے موہن جو داڑو کے زمانے کی نسل سے بہت مختلف نہیں۔ کئی چھوٹے شہر جو محمد بن قاسم نے ساڑھے بارہ سو برس پہلے بسائے تھے وہ اب بھی جوں کے توں ہیں۔ پاکستان کے بعض بڑے شہروں میں بہت سے محلّے جو مغل بادشاہوں کے عہد میں

Taj Tahir Foundation

تین چار سو سال قبل آباد ہوئے تھے۔ وہاں کے محلّے دار کسی تبدیلی کے سخت مخالف ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بستیوں میں، اسکول اور کالج بھی ہیں، مفکّر اور مصنّف بھی وہاں رہتے ہیں، کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو ان علاقوں سے یورپ اور امریکہ میں جاکر نوکری کرتے ہیں اور گھر والوں کو ہر مہینہ خرچ بھیجتے ہیں، اور بہت سے وہاں کے ایسے اشخاص ہیں جو مغربی ملکوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس آکر علم کو خیرباد کہتے ہیں اور دوبارہ اپنی برادری کے غلام بن جاتے ہیں۔ وہ برادری جو ہر قسم کا ظلم روا رکھتی ہے، بیٹیوں پر ظلم، بہنوں پر ظلم، بہوؤں پر، کبھی ماؤں پر بھی اور ہم مشربوں پر ظلم جو برادری اپنی ہی برادری والوں کو صرف بے روزی و بے گھر کرنا یا بدنامی اور ذلّت دینا جانتی ہے۔ کیونکہ کوئی برادری نے کسی فرد کو کبھی روزگار یا عزّت نہیں دی۔ ایک دھوبی نے بتایا کہ اُسے اپنی بیٹی کی چھٹی میں برادری کی تواضع میں چھبیس (۲۶) ہزار روپے خرچ کرنا پڑے ورنہ دھوبی برادری اسکو ذلیل کر کے خارج کر دیتی اور وہ اپنی روزی سے بھی جاتا تو ہر برادری والے پُرانی رواجوں پر جان دیتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ کبھی قرآن اور حدیث کو بھی توڑ مروڑ کر اور کچھ کچھ چھپا کر اپنے مذہب کی قدروں کو مذہب بنا لیتے ہیں۔ اب ہم سوچیں کہ جب ہماری اسّی فی صد آبادی اس کیفیت میں مستغرق ہے تو کیا ہم یہ واویلا کرنے میں حق بجانب ہیں کہ پہلی دنیا کی امیر قوموں نے ہمیں دبا کر تیسری دنیا میں غریب رکھا ہے۔ پہلی دنیا میں صرف یہودیوں کی واحد برادری ہے، اور اگرچہ وہ برادری کبھی کسی یہودی کو ذلیل نہیں کرتی۔ پھر بھی سوائے امریکہ کے، وہ ہر ملک میں زیرِ ملامت ہیں۔ جاپان اور امریکہ کے علاوہ پہلی دنیا کے دیگر تمام ممالک سے آبادی میں پاکستان بڑا ہے لیکن برطانیہ، فرانس اور جرمنی گو پاکستان سے چھوٹے ممالک ہیں تاہم زندگی کے بہت سے شعبوں میں بین الاقوامی مفاد کے بڑے بڑے تاریخی کارنامے اُنھوں نے انجام دیئے ہیں جو اُن کے باشندوں کے حبّ الوطنی جذبے کے ساتھ انتھک انہماک کا ماحصل ہیں۔

وہ مغربی قومیں یکساں تیز رفتاری سے ہر دس سال کی مدّت میں اپنی علمیت کو دوگنی کرتی چلی جا رہی ہیں، یعنی چار سے آٹھ، آٹھ سے سولہ اور سولہ سے بتیس۔ اور ایک ہم ہیں کہ باوجود اُن سے زیادہ افرادی طاقت رکھنے کے، ہم لکیر کے فقیر بنے زندگی کے کارِ رواں کے گزرنے کا تماشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ ہر لمحہ ہم پہلی دنیا والوں سے پوچھتے ہیں کہ سڑکیں ہموار کیسے ہوتی ہیں۔ بسیں کیسے چلائی جائیں۔ کھیتوں کی آب پاشی کا کیا طریقہ ہے۔ کم قیمت مکانوں کے تعمیر کی ترکیب بتا دیجئے ہمارے دریاؤں کے بند اور پشتے بنا دیجئے۔ کیونکہ یہ کام ہمیں نہیں آتا وغیرہ۔ ہماری اصلی قومی فطرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مغربی ممالک کے پرانے استعمال شدہ کپڑے جتنی کثرت سے پاکستان میں بکتے ہیں شاید دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں بکتے ہوں گے۔

Taj Tahir Foundation

(ایک بیوپاری سے یہ سُن کر مجھے سخت تعجب ہوا کہ ہندوستان سے بھی پُرانے کپڑے یہاں آتے ہیں) ہمارا اچھے اچھے لوگ اپنی موٹریں ذرا دُور کھڑی کر کے چھُپ کر دوپہر کے وقت کراچی میونسپل کارپوریشن کے صدر دفتر کے متصل پُرانے کپڑوں کے بازار میں جاتے ہیں، اور اگر وہاں کوئی جاننے والا مل گیا تو کہہ دیتے ہیں کہ نوکروں کے لئے کپڑے لے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے ہی لئے کپڑے تلاش کرتے ہیں۔ مردانہ کوٹ ممکن ہے کسی بادشاہ نے پہنا ہوا ہو، اور پتلون کسی یوروپی ملک کے صدر کی استعمال شدہ ہو، یا کسی بیگم کو بھڑکدار اطلس مل جاتے جو ہالی ووڈ کی مشہور فلمی اداکارہ الیزبتھ ٹیلر یا اداکارہ ریکویل ولش کی اُترن ہو۔ تو پارٹیوں میں جتنے جھلا جھل زنانہ لباس نظر آتے ہیں، اُن میں سے کون جانے کتنے پُرانے کپڑوں کے بازار سے خریدے ہوتے ہیں۔ پُرانی چیزوں کی یہ مانگ کپڑوں ہی تک محدود نہیں۔ امریکہ کی چھپی ہوئی بے اندازہ پرانی کتابیں اور پُرانے میگزین بھی پاکستان میں بکتے ہیں۔ یہاں کا تعلیم یافتہ آدمی کوئی درآمد شدہ چار یا پانچ سال پُرانا میگزین کھول کر دیکھتا ہے تو اُسے تصویریں اور لکھی ہوئی باتیں نئی معلوم ہوتی ہیں، پاکستان کے پُرانے کپڑے پُرانے رسالے اور کتابیں کسی غیر ملک میں فروخت نہیں ہوتے استعمال شدہ چیزوں اور باتوں اور خیال کی طرف ہمارا فطری جھکاؤ دیکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان کے عالم فاضل حضرات بھی یہ بات جانتے ہیں یا نہیں کہ دنیا کی علمیت ہر دس سال میں دُگنی ہو جاتی ہے۔

ایم۔ ایس۔ جے

سنگھار و آرائش

۱۔ مُہاسے۔ ثابت ہلدی لے کر صاف پتھر پر گھس لیں رات کو سونے سے قبل اس کو مہاسوں پر پتلا پتلا لیپ کر کے سو جائیں۔ صبح نیم گرم پانی سے منہ دھو لیں بہت جلد فائدہ ہوگا۔

۲۔ چہرے کے داغوں کے لئے باسی کھٹی لسی سے منہ دھونا یا عرق لیموں کے ہم وزن گلیسرین ملا کر رات کو منہ پر لگانا یا پھر مشہور عالم سٹل مین فریکل کریم یا Stillman's Bleash Cream رات کو سونے سے پہلے لگائیں۔

۳۔ دافع رُواں کے لئے بورہ ارمنی پیس کر ٹھنڈے پانی میں گھول کر چہرے پر لیپ کریں، سوکھنے پر مل کر اُتار لیں اور صابن سے منہ دھو لیں۔

۴۔ پاؤ بھر لیموکاٹ کر بوتل میں ڈال دیں اوپر پانی ڈال کر ہفتہ بھر کے لئے رکھ دیں۔ پھر مل کر چھان لیں۔ اور دو اونس گلیسرین ملا کر رکھ لیں روزانہ ہاتھ منہ پر ملا کریں۔

۵۔ پاپڑ کھار پتھر پر گھس کر اور قدرے چونے میں ملا کر لیپ کریں اگر جلن ہونے لگے تو کولڈ کریم لگائیں۔

۶۔ کھلے مسام بند کرنے کے لئے تخم کدو، تخم کھیرا، تخم خربوزہ مساوی وزن لے کر اس میں تازہ بالائی یا دودھ ڈال کر خوب رگڑیں۔ پھر اس کا چہرے پر ماسک لگائیں۔ نصف گھنٹہ کے بعد صاف کر کے عرق گلاب سے منہ دھو لیں۔

Taj Tahir Foundation

مینا زبیری (علیگ)

حل مسائل

زیب النساء کراچی

سوال۔ میری والدہ ضعیف ہیں۔ آجکل موسم ٹھنڈا ہے وہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں۔ میں نے ایک جوڑا موزے بازار سے خرید کر انہیں دیئے۔ اور کہا کہ آپ وضو میں پاؤں نہ دھویا کریں۔ ان موزوں پر مسح کر لیا کریں۔ اس پر میرے چھوٹے بھائی نے کہا جن موزوں پر مسح ہوتا ہے وہ چمڑے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس قسم کے۔ آپ سے دریافت کرتی ہوں کہ موزوں پر مسح کرنے کے کیا احکام ہیں۔

جواب نمبر ا۔ جن موزوں پر مسح کیا جاتا ہے ان کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کے بنے ہوئے ہوں جس میں مٹی نہ چھن سکے۔

نمبر ۲۔ موزے ہمیشہ پاؤں دھو کر پہنے جائیں۔

نمبر ۳۔ مسح لگاتار پانچ نمازوں کے وضو سے زیادہ نہ کیا جائے۔ یعنی جب پانچ بار مسح کرنے کے بعد چھٹی بار وضو کرنے کی ضرورت ہو تو پاؤں ضرور دھوئے جائیں۔

نمبر ۴۔ مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ بھگو کر نیچے سے ٹخنے کے اوپر تک پھیر لیا جائے۔

رضیہ سلطانہ۔ ٹھٹھہ

سوال۔ اسلام میں پردہ کے متعلق کیا احکام ہیں۔ میں نے ایک عالم کی کتاب پڑھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ اور نہ کسی نامحرم کو آواز تک سنانی چاہیئے۔

جواب۔ آپ کہتی ہیں تو آپ نے ضرور پڑھا ہوگا۔ میں نے تو کسی کتاب میں یہ سب کچھ نہیں پڑھا جو آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مسلمان خاتون کے لئے شریعت میں پردہ اس کے جسم کا ہے یعنی چہرے ہاتھ اور پاؤں کو چھوڑ کر باقی تمام جسم کو اس طرح ڈھانکنا چاہیے کہ جسم کی نمائش نہ ہو سکے۔ اگر چہرہ ڈھکا رہے تو وہ شریعت نہیں تقویٰ کی تعریف میں آتا ہے۔

حمید اللہ سرگودھا

سوال۔ اصلی شہد کی کیا شناخت ہے۔

جواب۔ مجھے اس سلسلے میں کوئی خاص تجربہ نہیں ہے۔ البتہ سنا ہے کہ اصلی شہد میں مکھی کے پر نہیں چپکتے ہیں۔ اور لوگ ایک زندہ مکھی شہد کے اندر ڈال دیتے ہیں اگر شہد اصلی ہوتا ہے تو مکھی نکل کر اڑ جاتی ہے۔ ورنہ وہیں پھنس جاتی ہے۔

عبدالرحمٰن دادو

سوال۔ میں نے ایک سوال آپ سے کیا تھا کہ رخصت سے قبل میری سسرال والوں نے اور میرے والدین نے تعلقات یہاں تک کشیدہ ہو گئے کہ مجھے طلاق دینی پڑی۔ اب میری سسرال والے مہر کا تقاضا کرتے ہیں جبکہ میں نے کبھی اپنی بیوی کی شکل بھی نہیں دیکھی سوال یہ ہے کہ مجھ سے مہر کا تقاضا کیوں کیا جاتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں واجب ہو گیا مگر کل رقم کا $\frac{1}{2}$ یہی شرعی حکم ہے۔

گلِ صد برگ

کاغذ ولائنی آفسٹ۔ قیمت -/۱۲ روپے

شہنشاہ اورنگ زیب کی بیٹی زیب النساء بیگم ایک بہت بڑی ادیب اور قادر الکلام شاعرہ تھی۔ اس کی کنیز امانی پڑھی لکھی اور حاضر جواب تھی۔ زیب النساء ایک دن گل گشت چمن میں مصروف تھی، کہ ایک پھول پر نظر پڑتے ہی اس نے اپنی کنیز سے کہا "اے امانی گل صد برگ چرا می خندد" کنیز نے برجستہ جواب دیا "برگ فنائے خود دبرگ غفلت ما می خندد"

ایک گل صد برگ تو ہم نے مندرجہ بالا شعر میں سُنا تھا اور دوسرا گل صد برگ جناب حبیب احمد صدیقی کے زیر نظر مجموعہ کلام کے ٹائیٹل پر نظر پڑتے ہی دیکھا کہ یہی ان کے مجموعۂ کلام کا نام ہے۔

یہ کتاب ۱۸×۲۳/۸ کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے جزبندی سے کپڑے کی پشت لگا کر جلد بندی کی گئی ہے گرد پوش آرٹ پیپر کا ہے۔ کتاب کا نام خط گلزار میں کسی تجربہ کار آرٹسٹ نے لکھا ہے۔ کتاب کے نام کی رعایت سے آرٹسٹ نے اوپر نیچے باڈر اور درمیان میں ایک سرخ رنگ کا پھول دے کر کتاب کو واقعی گلِ صد برگ کر دیا ہے۔ قیمت بارہ روپے۔ ملنے کا پتہ۔ نوری کتب خانہ مین روڈ۔ لیاقت آباد کراچی۔

شروع میں مولانا ماہر القادری کا تبصرہ اور مصنف کا دیباچہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ مصنف جو بھارت میں کلکٹر، کمشنر اور اس سے آگے بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں اور ان کا ادبی مذاق ملازمت کے فرائض کے ساتھ ساتھ ہمیشہ جاری رہا۔

کلام

صدیقی صاحب کے کلام میں حمد و نعت کے علاوہ تقریباً سوا سو غزلیں شامل ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام سے مذہب اور رسول خدا سے ان کی محبت مترشح ہوتی ہے۔ اور ان کی غزلوں سے ان کی غیر معمولی صلاحیت اور قادر الکلامی پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

خزاں تو خیر خزاں تھی، گلہ ہی کیا اُس کا
مگر بہار کے دن اور بھی گراں گزرے

دنیا میں زندگی سے کوئی مطمئن نہیں
دنیا میں کوئی جینے سے بیزار بھی نہیں

یوں تو ہیں آپ میں سارے اوصاف
اک ذرا خوفِ خدا اور سہی

بشر کا عزم قوی تر ہے یا مشیتِ حق
یہ بات حشر میں کہتے ہیں یہاں نہ کہو

اک محبت کی نظر کے آگے
ساری بالغ نظری بھول گئے

مجھے بحالتِ امید و بیم رہنے دو
خدا کے واسطے رودادِ آشیاں نہ کہو

میرے لئے جینے کا سہارا ہے ابھی تک
وہ عہدِ تمنا جو تمہیں یاد نہ ہوگا

بقیہ صفحہ ۱۵۶ کالم ۲

پچاس سال پہلے

منقول از عصمت دہلی بابت ماہ مارچ ۱۹۲۷ء

تصور کس کا تھا؟

امینہ۔ سعید بیرسٹر کی بیوی
میمونہ۔ امینہ کی چچازاد بہن
سعید۔ امینہ کا شوہر
منیر۔ امینہ کا ملازم لڑکا
سعیدہ۔ امینہ کی نند

(پہلا منظر)

مقام: امینہ کا گھر　　وقت: ۱۰ بجے شب

امینہ۔ منیر! منیر! اٹھ تو سہی۔ ذرا جا کے دیکھ تو میاں کہاں ہیں؟

منیر۔ (آنکھیں مل کے) بھلا بیگم صاحب اس وقت آدھی رات کو میں کہاں ڈھونڈتا پھروں گا۔ کچھ پتہ نشان بتایئے تو شاید مل جائیں۔

امینہ۔ تو جا تو سہی (چونی اس کے ہاتھ پر رکھ کر) شاباش دیکھیں کیسے جلدی ہمارا کام کر دیتا ہے۔

(منیر جاتا ہے۔ امینہ دل ہی دل میں کہہ رہی ہے)

لاحول ولاقوۃ دس بج گئے اب تک پتہ ہی نہیں۔ نہ معلوم کہاں جا کر بیٹھ گئے آخر کب تک انتظار کروں۔ کھانا پڑا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ کئی دفعہ گرم کر چکی اُن کا پتہ ہی نہیں۔ تمام دنیا کے سونے کا وقت ہے مگر میری قسمت میں آدھی رات کو بھی آنکھ جھپکانی حرام ہے۔

منیر۔ (واپس آکر) ہاں بیگم صاحب میں دیکھ آیا عارف میاں کے ہاں ناچ ہو رہا ہے۔ وہیں ہمارے میاں بھی جلسہ میں بیٹھے ہیں۔

امینہ۔ (دم بخود ہو جاتی ہے) میری تقدیر میں تو جل جل کر رات کاٹنی ہے۔ جاگوں ہی گی تو سو۔ (منیر سونے کے لئے جاتا ہے) دیکھئے عارف کی دوستی کیا رنگ

(دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے۔ امینہ خود جا کر کنڈی کھولتی ہے۔)

سعید۔ اس بیگم تم ہو۔ واقعی آج تمہیں انتظار کی بڑی تکلیف ہوئی مجھے تم سے کہنا ہی یاد نہ رہا کہ آج جج صاحب جا رہے ہیں۔ اور ہم لوگ کچہری بند ہوتے ہی انہیں الوداعی پارٹی دے کر رخصت کرنے اسٹیشن تک جائیں گے۔ ابھی انہیں سوار کر کے سیدھا چلا آرہا ہوں مجھے تم سے سخت ندامت ہے کہ کہنا بھول گیا۔

امینہ۔ بس رہنے دیجئے مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ کہاں تھے۔ اور کیا کر رہے تھے اگر اتنے جلدی بھول گئے تو لیجئے میں بتا دیتی ہوں۔ کہ آپ عارف کے ہاں بیٹھے ناچ دیکھ رہے تھے۔

سعید۔ ناچ؟ کیسا ناچ؟ میرے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ عارف کے ہاں ناچ ہے سیدھا اسٹیشن سے جج صاحب کو سوار کر کے چلا آرہا ہوں۔

امینہ۔ ہاں کوئی نہ کوئی بہانہ بھی تو ہونا چاہیئے۔

سعید۔ (آگ بگولہ ہو کر) تو کیا میں جھوٹا ہوں؟

Taj Tahir Foundation

نہ سے کس نے کہا۔ ذرا اس پاجی کو میرے سامنے تو لاؤ۔

امینہ۔ کالے چور نے۔

سعیدہ۔ تمہیں خدا کی قسم نام بتاؤ کس بے ایمان نے آکر تمہیں لگایا ہے۔ ابھی اس مردود کے ٹکڑے اڑا دوں گی۔

منیر۔ (جو سعید کی پیٹھ پیچھے دبکا سکڑا کونہ میں پڑا تھر تھر کانپ رہا تھا ہاتھ جوڑ کر (اشاروں سے) خدا کے لئے بیگم صاحب! میرا نام نہ لیجئے گا ورنہ میاں کھال اڑا دیں گے۔

سعید۔ (جس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا ہے) چپکی کیوں ہو گئیں سچی ہو تو جھوٹا ثابت کر دو۔ یہ کیا غضب ہے کہ بھس میں چنگی ڈال جمالو دور کھڑی۔ (گود کا بچہ اس چیخم دھاڑ سے جاگ اٹھتا ہے اس کے رونے کی آواز سن کر امینہ دالان میں چلی جاتی ہے۔

دوسرا منظر

مقام۔ وہی امینہ کا گھر۔ وقت صبح چھ بجے

سعیدہ۔ اے بی دلہن سو چکیں۔ اٹھو۔ شاباش ہے تمہاری نیند کو! بچہ کب سے بلک رہا ہے۔ رو رو کر ہلکان ہو گیا مگر کسی طرح تمہاری آنکھ ہی نہیں کھلتی۔

(امینہ اٹھ کر بچہ کو بہلاتی ہے)

سعیدہ۔ (بھائی سے چپکے چپکے کہہ رہی ہے) دلہن کی نیند ہے خدا کی پناہ۔ آپ نے دیکھا تھا کتنی دیر تک تڑپتا رہا۔ میں سمجھی کہ کسی ضرورت کو گئی ہیں۔ اب جو جا کر دیکھتی ہوں تو بڑی خراٹے لے رہی ہیں۔ آخر کبھی ہماری بھی جوانی کی نیند تھی مگر کسی نے اس طرح دن چڑھے مُردوں سے شرط باندھ کر سوتے دیکھا ہو تو بتا دے۔

امینہ۔ (غصہ سے باہر نکل کر) سنبھلی آپا نیند کوئی اپنے اختیار کی چیز تو ہے ہی نہیں میں کوئی مکر کئے تو پڑی ہی نہیں تھی۔ اس کا کیا کروں کہ آنکھ نہیں کھلی۔ ابھی آپ مجھ سے خود کہہ چکی تھیں پھر آخر دوسروں سے دکھڑا رونے سے کیا فائدہ۔ (امینہ باورچی خانہ میں جا کر چائے وغیرہ پکوانے میں مصروف ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد باتوں کی آواز آتی ہے اور امینہ غور سے سنتی ہے۔

سعیدہ۔ (ہمسائی سے) وہ تو کچھ ایسے گھوڑے بیچ کر سوئی تھیں کہ آنکھ کھلنا قسم تھا۔

ہمسائی۔ اور بچہ معصوم کی تو روتے روتے آواز بیٹھ گئی ہو گی۔

سعیدہ۔ اور بہن غضب تو یہ ہے کہ کسی کو اتنا حکم نہیں کہ منہ سے بھاپ تو نکال لے۔ بچہ کو روتا بلکتا دیکھ کر جب میرا کلیجہ کٹنے لگا تو میں نے سیدھے بھاؤ صرف یہ کہا تھا کہ دولہن ذرا ہوشیار نیند سویا کرو۔ بچہ بڑی دیر سے رو رہا ہے۔ بس بہن پھر کیا تھا انہوں نے تو جو کچھ منہ میں آیا سب ہی تو کہہ ڈالا۔ اور میں اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔

(امینہ جلتی بھنتی دالان میں چلی جاتی ہے۔

تیسرا منظر

مقام۔ میمونہ کا گھر۔ وقت چار بجے شام

میمونہ۔ (امینہ کو ڈولی میں سے اتروا کر لے ہے) بہن خیر تو ہے آنکھیں کیسے سوجھ رہی ہیں، چہرہ کیوں سرخ ہو رہا ہے۔ کہیں کسی سے لڑ کر تو نہیں آئیں۔

امینہ۔ آپا کیا بتاؤں یہاں تو روز ہی قصے لگے رہتے ہیں۔ ایک دن کی مصیبت ہو تو کوئی صبر کرے روز روز کی آفت کہاں تک بھگتوں میں راتیں جاگ جاگ کر کاٹتی ہوں اور آپ کے بہنوئی ناچ رنگ کی مجلسوں میں، اور دن سنبھلی آپا کی بجلی کی سی کڑک سننے میں۔

میمونہ۔ مجھے پہلے سے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ مگر پیاری بہن بُرا نہ مانو تو یہ کہوں گی کہ غلطی تمہاری ہی ہے۔

امینہ۔ آپا تم نے غضب ہی کر دیا کہ بجائے میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے اُلٹا مجھ کو ہی قصور وار ٹھیراتی ہو۔

میمونہ۔ تم نے صبح اُٹھ کر منیر سے پوچھا بھی کہ اس نے تمہارے میاں کو واقعی ناچ کے جلسہ میں بیٹھے دیکھا بھی تھا یا نہیں۔

امینہ۔ ہاں پوچھا تھا۔ اس نے کہا اندھیرے اور سردی کی وجہ سے دور جانے کی تو میری ہمت پڑی نہیں۔ باہر نکلتے ہی عارف میاں کے ہاں سے گانے کی آواز آنے لگی۔ اُن کے ہاں ناچ ہو رہا تھا۔ میاں وہاں آتے جاتے رہتے ہیں میں نے خیال کیا میاں بھی ضرور وہاں ناچ میں ہوں گے۔

میمونہ۔ پھر بھلا بہن تم ہی سوچو تو کہ کمبخت کس طرح بھیگی بلی سے بارش کا پتہ لگاتے ہیں۔ مجھے تو تمہاری اس حرکت پر سخت تعجب ہوتا ہے۔ کہ تم نے ایک نوکر لڑکے کی بات کا تو اعتبار کر لیا اور اپنے میاں کی بات کو صحیح نہ سمجھا۔

امینہ۔ آخر اس کا کیا ثبوت ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا صحیح تھا؟

میمونہ۔ (ہاتھ میں اخبار دے کر) لو یہ مقامی روزانہ اخبار ہے۔ جج صاحب کی رخصتی کا پورا قصہ اس میں موجود ہے اور جن لوگوں نے ان کو الوداعی پارٹی دی تھی اور پھر اسٹیشن پر پہنچانے گئے ان میں تمہارے میاں کا نام بھی چھپا ہوا ہے۔

امینہ۔ (اخبار پڑھ کر شرمندگی کے ساتھ) اس میں تو بالکل وہی قصہ لکھا ہے ذرا فرق نہیں۔ پھر تو بیشک ان کا بگڑنا بالکل بجا تھا۔ واقعی میں نے غلطی کی۔

میمونہ۔ پیاری بہن ایک غلطی کیسے تم نے شروع سے کوئی بات ایسی نہ کی جس کو غلطی نہ کہیں۔

امینہ۔ وہ کس طرح۔

میمونہ۔ سب سے پہلے تو تم کو ان کے دیر میں آنے سے اتنا پریشان نہ ہونا چاہئے تھا کہ سوتے لڑکے کو آدھی رات کو جگا کر تلاش کرنے کو بھیجا بھلا وہ بارہ تیرہ برس کا بچہ اُس وقت کہاں جا سکتا تھا۔ چونی کی خوشی میں وہ گھر سے باہر بھی چلا گیا اور تمہیں خوش کرنے کو ایک بات دل سے گھڑ لایا۔ سچ پوچھو تو تم نے چار آنے خرچ کر کے اپنا دل جلانے کا سودا خریدا۔

دوسری غلطی یہ کی کہ تم نے فوراً اس کی بات کا اعتبار کر لیا۔

تیسری یہ کہ اپنے میاں کے کہنے کا غلط سمجھا۔

چوتھے یہ کہ غلط سمجھا بھی تھا۔ تو اُس وقت نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ جب اور کسی طرح تحقیقات کرتیں اور پکا ثبوت ان کے خلاف تمہارے پاس موجود ہو جاتا جب کہنا چاہیئے تھا۔ آخر جج صاحب کی روانگی کوئی بچوں کا کھیل تو تھا ہی نہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی گھر میں آنے جانے والوں سے پوچھتیں۔ کوئی تو کہتا ہی۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ ایک بے گناہ پر تہمت لگائی جائے گی تو کہاں تک۔ اسے رنج نہ ہوگا اور وہ بھی کون کہ اپنا شوہر۔ تم نے نوکر کی بات کا اعتبار کیا اور اپنے شوہر کو جھوٹا سمجھا۔ کیا اس سے ان کی توہین نہیں ہوئی۔ یہ تو خیر ہوئی کہ ان کو معلوم نہ ہوا کہ یہ منیر کا کھلایا ہوا گل ہے ورنہ جس قدر وہ

Taj Tahir Foundation

رنجیدہ اور ناراض ہوتے بالکل حق بجانب تھے۔ پیاری امینہ۔ اس قسم کی بدگمانیاں میاں بیوی کے تعلقات پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی کی بالکل پروا نہیں رہتی کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ جب برائی نہ کرنے پر بھی بیوی میری طرف سے مطمئن نہیں ہے تو کیوں نہ میں آزادی اختیار کروں جب کہ نتیجہ دونوں صورتوں میں ایک سا ہے۔

اب رہا تمہاری نند کا قصہ تو واقعی ان کی زیادتی تھی کہ تم سے کہہ چکنے کے بعد بھائی سے وہ قصہ لے بیٹھیں مگر خیر یہ ان کا اپنا فعل تھا اور ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے۔ مگر تم کیوں کن سُنیاں لینے کھڑی ہو گئیں اور مُفت میں اپنا دل جلایا۔

امینہ۔ کیا خوب یعنی وہ میری برائیاں کریں اور میں سنوں بھی نہیں!

میمونہ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اپنی بُرائی سُن کر تم کو کیا راحت ہوتی ہے جس کے لئے اس قدر مُشتاق رہتی ہو۔

امینہ۔ راحت تو نہیں ہوتی بلکہ دل جلتا ہے مگر پھر بھی جہاں دو آدمی آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ میرا ذکر ہے تو پھر بغیر سُنے دل مانتا نہیں۔

میمونہ۔ اس عادت سے کسی دوسرے کا کچھ نقصان نہیں مگر خود تمہیں کو اس کی بدولت ہر وقت رنج اٹھانا پڑتا ہے۔ میرا تو اپنا یہ حال ہے کہ جس شخص کی بابت مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہ بھی میری بُرائی کرتا ہوگا۔ اگر کسی وقت اس کی گفتگو سننے کا موقع بھی مل جائے تو فوراً میں ایسی جگہ سے ٹل جاتی ہوں اور ہرگز نہیں سُنتی یا بُرائی کرنے والے پر یہ ظاہر کر دیتی ہوں کہ میں یہاں موجود ہوں۔ تاکہ وہ خود خاموش ہو جائے تم بھی اگر اپنی نند صاحبہ پر اس وقت صرف ظاہر ہو جاتیں جب وہ بھائی سے تمہاری بُرائی کر رہی تھیں تو اس سے بہتر نتیجہ نکلتا جو جواب دینے سے نکلا۔ اس وقت ان کو اپنی حرکت پر شرمندگی ہوتی اور تمہیں جو کچھ رنج ہوا وہ صرف سُننے سے ہوا اور وہ خواہ کچھ ہی کہتی رہتیں۔ تمہارے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوتی۔

امینہ۔ ہاں یہ ضرور ٹھیک ہے۔

میمونہ۔ بس اگر ٹھیک سمجھتی ہو تو آج سے عہد کر لو کہ بدگمانی اور کن سُنیاں لینے کی عادت بالکل چھوڑ دو گی پھر دیکھنا کہ تمہارا دل کیسا صاف اور خوش رہتا ہے معصوم بچوں کو دیکھو یہ آخر کیوں ہر وقت خوش رہتے ہیں۔ ذرا کسی نے بات کی یا چُٹکی بجائی اور کھل گئے۔ ان کی طرف دیکھا اور کھلکھلا سامنہ کھول دیا۔ صرف اس وجہ سے ان کے دل پاک صاف ہوتے ہیں کوئی کتنا ہی ان کو بُرا کہے انہیں خبر ہی نہیں۔ ہمیں بھی اگر دنیا میں خوشی سے عمر گزارنی ہے تو ضرورت ہے کہ اپنا دل سب کی طرف سے صاف رکھیں۔

بقیہ صـ ۵۴ کالم ۲/۱ کا

آزردہ اُدھر وہ ہیں تو شرمندہ اِدھر ہم
بھولے سے بھی اب ذکرِ وفا کا نہ کریں گے

رہِ وفا میں قدم احتیاط سے رکھیئے
کہیں کہیں کوئی سنگِ گراں بھی آتا ہے

عمر بھر کا کیا تو عہدِ وفا دو قدم بھی وہ ساتھ چل نہ سکے

ذوقِ ادب والوں کے لئے یہ گلِ صد برگ

Taj Tahir Foundation

دُوربین

پاکستان میں انتخابات

پاکستان میں مارچ کے دوسرے ہفتہ میں انتخابات عمل میں آرہے ہیں اور انتخابی تیاریاں بڑے زور شور سے جاری ہیں۔ اس مرتبہ حکمراں جماعت پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں الگ الگ کئی مختلف جماعتوں کی بجائے قومی متحدہ محاذ ہے جو نو مختلف جماعتوں سے مل کر ایک جماعت بنی ہے۔ جس میں مسلم لیگ جماعت اسلامی اور تحریک استقلال بھی شامل ہیں۔ انتخابات میں اپوزیشن سے سخت مقابلہ کے باوجود حکمراں جماعت پیپلز پارٹی کی پوزیشن مضبوط اور واضح ہے۔ اب تک قومی اسمبلی کے لئے صرف پیپلز پارٹی کے تقریباً ۲۰ امیدوار بشمول وزیر اعظم بھٹو بلا مقابلہ کامیاب ہو چکے ہیں۔ الیکشن کمیشن کے اعلان کے مطابق ۱۸۰ نشستوں پر براہ راست مقابلہ ہوا۔ ۱۸۰ نشستوں کے لئے ۷۱۸ امیدوار ہیں۔

افغانستان جمہوریت کی راہ پر

افغانستان میں انتخابات عمل میں آچکے ہیں جن کے بعد اب وہ ایک جمہوری ملک بن چکا ہے۔ اور افغان قومی اسمبلی جسے جرگہ بھی کہا جاتا ہے۔ جمہوری عمل کی طرف گامزن ہے۔ اس کا سہرا سردار داؤد کے سر ہے جو صدر بھی ہیں جنہیں ان کی اس کوشش پر دنیا بھر میں سراہا گیا ہے۔ افغانستان اب جمہوریہ افغانستان بن چکا ہے۔ قومی اسمبلی کو ملی جرگہ چیف جسٹس کو قاضی القضاۃ اور صدر کو رئیس جمہوریہ کہا جائے گا۔ اور نئے آئین کے مطابق فارسی اور پشتو کو قومی زبانیں قرار دیا گیا ہے۔

بھارت میں بھی انتخابات ہوں گے

اس سال مارچ کا مہینہ برصغیر کے لئے انتخابات کا مہینہ ہوگا کیونکہ اسی مہینے میں پاکستان اور بھارت میں انتخابات عمل میں آرہے ہیں۔ بھارت میں مارچ کے وسط میں انتخابات ہونے کا امکان ہے۔ بھارت کی حکمراں جماعت کانگریس کو اس سال اپوزیشن کا سخت مقابلہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ حکمراں جماعت اس وقت کئی مسائل میں گھری ہوئی ہے جن میں مہنگائی اور نس بندی خاص ہیں لیکن اس سے ایک بڑی وجہ اور ہے —— اور وہ ہے اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی کی شخصیت جن پر جاہ طلبی کا الزام ہے اور امریکی جریدے ٹائم کے مطابق بھارت کے وزیر خوراک و زراعت اور بھارت کے سرکردہ ہر دلعزیز اور کانگریس کے طاقت ور اور پرانے رفیق جگ جیون رام سنجے گاندھی ہی کی وجہ سے کانگریس اور وزارت سے مستعفی ہوئے۔ جس سے کانگریس اور اندرا گاندھی دونوں کو دھچکا پہنچا ہے۔ اور جگ جیون رام نے جمہوری کانگریس کے نام سے ایک الگ جماعت بنائی ہے۔ جو حکمراں جماعت کے لئے سخت اپوزیشن ثابت ہوگی۔ دوسری طرف اندرا گاندھی کی پھوپھی اور جواہر لال نہرو کی بہن وجے لکشمی پنڈت نے جو پرانی سیاست دان مانی جاتی ہیں۔ اس جمہوری کانگریس کے لئے کام کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں اندرا حکومت پر تحکمانہ رجحانات رکھنے کا الزام لگایا

Taj Tahir Foundation

ہے۔ اس کے باوجود حکمران پارٹی کانگریس مضبوط ہے۔ وہ سنہ ۱۹۴۷ء سے بھارت پر حکومت کر رہی ہے۔ اور اس کی جڑیں بہت گہری ہیں اور اندرا گاندھی بھی بہت مقبول اور طاقتور شخصیت ہیں۔

بھارت کے صدر کا انتقال

بھارت کے صدر فخر الدین علی احمد کا ۱۲؍ فروری کی صبح انتقال ہو گیا۔ انہیں دل کا دورہ پڑا تھا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ان کی عمر ۷۱ سال تھی۔ انہیں پارلیمنٹ کی عمارت کے قریب جامع مسجد نئی دہلی میں دفن کیا گیا۔ فخر الدین علی احمد۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے بعد دوسرے مسلمان صدر تھے۔ وہ سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر دو مرتبہ جیل جا چکے تھے۔ وہ سنہ ۱۹۵۶ء میں پارلیمنٹ کے ایوان بالا راجیہ سبھا کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۶۶ء میں مرکزی وزیر بنائے گئے۔ اور سنہ ۱۹۷۴ء میں صدر بنے۔ ان کی والدہ پرانی دلّی کے ایک خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جن کا دعویٰ تھا کہ وہ مرزا غالب کی نسل سے ہیں وہ مشہور افسانہ نگار سلطان حیدر جوش کے داماد تھے۔

راولپنڈی میں زلزلہ

راولپنڈی اور اس کے گرد و نواح میں ۱۴؍ فروری کی صبح سوا پانچ بجے شدید زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے، جو ایک منٹ تک رہے، جس سے تقریباً ۳ افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے اور سینکڑوں بوسیدہ مکان منہدم ہو گئے، راولپنڈی کی تاریخ میں شدید ترین زلزلہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

خواجہ شہاب الدین کا انتقال

خواجہ ناظم الدین مرحوم کے چھوٹے بھائی خواجہ شہاب الدین بھی رحلت کر گئے۔ انھوں نے کم عمری ہی میں سیاست میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ پاکستان میں انہوں نے سفارت وزارت اور گورنری کے فرائض انجام دیئے اور تقریباً ۲۵ سال تک ان اہم ذمہ داریوں کو سنبھالا۔ کراچی میں ان کا انتقال ۷۶ سال کی عمر میں ہوا۔

سندھ میں ۳ نئی یونیورسٹیاں

سندھ کے وزیر اعلیٰ جتوئی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ یکم مارچ سے این ای ڈی انجینئرنگ کالج کراچی۔ انجینئرنگ کالج نواب شاہ اور زرعی کالج ٹنڈو جام کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے گا۔

حکیم محمد بشیر خاں کی وفات

شریف خانی حکیم محمد بشیر خاں دہلوی کا ۸۰ سال کی عمر میں کراچی میں ۱۳؍ فروری کو انتقال ہو گیا وہ حکیم اجمل خاں کے بڑے بھائی حکیم عبدالمجید خاں بانی طبیہ کالج کے نواسے اور مسیح الملک حکیم محمد احمد کے بھانجے اور شریف خانی طبیبوں کی آخری یادگار اور بہت تجربہ کار حکیم تھے۔ دلّی کلکتہ۔ احمد آباد۔ لاہور کراچی کے کئی مریضوں کو جنہیں ہر طرف سے مایوسی ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علاج سے شفا بخشی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پاکستان بھر میں سب سے بڑے طبیب تھے۔ دلّی کے ہندوؤں میں تو ان کی پوجا ہوتی تھی۔ انہوں نے ہجرت کے بعد بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر صبر و شکر ہر حالت میں ان کی زبان پر رہا اور خاموشی سے بقیہ زندگی گذار دی۔ تہجد گذار عابد و زاہد نہایت شریف النفس وضعدار بزرگ تھے۔

مصوّرِ غم حضرت علامہ راشد الخیریؒ کے اصلاحی معاشرتی ناول

بزمِ آخر غیر مطبوعہ ناول جو تصنیف کے ۵۰ سال بعد شائع ہوا ایسے نہایت دلچسپ واقعات جو ہمارے گھرانوں میں اکثر پیش آتے ہیں۔ اس کے کردار یعنی میاں اور بیوی، ماں اور بیٹی، ساس اور داماد، دو دوست دو بہنیں اور ہر کردار بے مثل علامہ مرحوم کی ہر تحریر کلیجے کے پار ہو جاتی ہے۔ درد انگیز بھی ہے اور سبق آموز اور دلآویز بھی مجلد مع ڈسٹ کور۔ قیمت -/۵ روپے

حیاتِ صالحہ یا صالحات

علامہ مغفور کی سب سے پہلی تصنیف جس نے جادو نگار مصنف کے کمال افسانہ نگاری کا ڈنکا بجا دیا تھا۔ اس میں ایک لڑکی کی زندگی کے وہ تمام واقعات نہایت ہی مؤثر پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہمارے گھروں میں پیش آتے ہیں۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ وہی باپ جو اولاد کا عاشق زار ہے کس طرح بچوں کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ صالحات بتائے گی کہ جاہل سوتیلی ماں کس طرح سوکن کے بچوں کی مٹی پلید کرتی ہے۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ نیک کوکھ کی لڑکیاں مصائب کا کیسے کیسے ایثار اور قربانیوں سے مقابلہ کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔ قصے کے ضمن میں آج سے پچاس برس پہلے کے گھرانوں کی معاشرت رسم و رواج وغیرہ نہایت دلچسپ طریقے سے بیان کئے گئے ہیں۔ زبان قلعۂ معلّیٰ کی بیگماتی کوثر سے دھلی ہوئی واقعات اس قدر مؤثر کہ کلیجہ کے پار ہو جاتے ہیں۔

قیمت مجلد مع ڈسٹ کور -/۷ روپے

صبحِ زندگی۔ شامِ زندگی۔ شبِ زندگی

اردو زبان میں کوئی کتاب ان کتابوں سے زیادہ گذشتہ ۵۰ سال میں مقبول نہیں ہوئی۔ اور آج بھی مانگ کا وہی حال ہے جو شروع میں تھا۔ یہی وہ کتابیں ہیں جنھوں نے لاکھوں خاندانوں کو تباہی اور بربادی سے بچایا اور ہزاروں بگڑے ہوئے گھرانے سنوار دیئے۔

۱۔ **صبحِ زندگی** لڑکیوں کی تربیت پر اس قدر مؤثر پیرایہ میں اس سے بہتر کتاب اس سے زیادہ مؤثر اور دلچسپ ناول آج تک شائع نہیں ہوا۔ اس میں نسیمہ کی پیدائش سے شادی تک کے تمام واقعات ہیں۔ ۲۹ مرتبہ چھپ چکی ہے۔ قیمت مجلد -/۱۰ روپے

۲۔ **شامِ زندگی** نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک مکمل واقعات بیوی اور شوہر دونوں کے لئے بیمثل چیز ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے مصنف کو قوم سے مصوّرِ غم کا خطاب دلوایا تھا۔ ۲۸ دفعہ چھپی ہے۔ قیمت مجلد -/۵ روپے

۳۔ **شبِ زندگی** یہ علامہ محترم کا ماسٹر پیس یعنی سب سے بہتر کتاب کہی جاتی ہے اور اس میں رحلتِ نسیمہ کے بعد کا بیان ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ نسیمہ نے دنیا میں وہ کون سے کام کئے تھے کہ حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں عالمِ ارواح کی سیر اس قدر دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھئے۔ نسیمہ جیسی ہیرا ساس کی بہو وسیم دلہن ایسی پتھر کہ الامان الحفیظ اُس کے مقابلہ میں نسترن کی سلیقہ شعاری اور ادائگیٔ فرض آپ کی ہمدردی حاصل کرے گی۔ دوسرا حصہ بتائے گا کہ دنیا کی بدترین مخلوق وسیم دلہن کس طرح ایک خدا ترس اور نیک بی بی بن جاتی اور اس کے بچھڑے لعل کس طرح اس سے ملتے ہیں۔ کتاب کی ہیروئن فاطمہ ساس اور شوہر کے تمام مظالم سہتی اور ایسی ایسی قربانیاں کرتی ہے کہ آپ دنگ رہ جائیں گے دونوں حصے یکجا۔ قیمت -/۱۰ روپے

نوحۂ زندگی وہ سنگ دل باپ جس نے لڑکی کو اسی گناہ پر کہ نکاحِ ثانی کیا۔ عدالت تک گھسیٹ کر جیل خانہ پہنچا دیا۔ باغ باغ ہے وہ پتھر ماں جس نے نو مہینے پیٹ میں رکھا اور پندرہ برس تک پرورش کی۔ بے گناہ بچی کو یہ دیکھ کر کہ نکاحِ ثانی کے جرم میں قید کی مصیبتیں جھیل رہی ہے۔ نہال نہال ہے نوحۂ زندگی میں آپ کو ایک قبرستان ملے گا جس میں ایک عصمت کی لاج رکھنے والی بیوی اور غیرت پر

قربان ہونے والی ماں اپنے دو معصوم بچوں کو دائیں بائیں لئے گہری نیند سو رہی ہے۔ بیوہ کے نکاح ثانی پر بہت مشہور و مقبول کتاب ہے۔ قیمت -/۳ روپے

طوفانِ حیات

اس کتاب کی ہیروئن مشرکہ کی زندگی اس قدر دلچسپ ہے کہ پڑھنے کے بعد گھر میں لغو رسموں کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ شرک جو دنیائے نسواں پر عام طور سے قابض ہے۔ طوفانِ حیات کے مطالعہ سے کوسوں دور بھاگ جاتا ہے اور رسوم مروجہ خوفناک اژدھے کی صورت میں نظر آنے لگتی ہیں اور انسان خدائے واحد کی عظمت کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔ قصہ کی دلچسپی زبان کی سلاست کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے۔ واقعات اس قدر درد انگیز کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ قیمت مجلد -/۷ روپے

جوہرِ قدامت

دو بہنوں کی پُر لطف کہانی۔ دو لڑکیوں کی مفصل زندگی۔ دو عورتوں کی جگر خراش داستان جن میں ایک دورِ قدیم کی درخشندہ تصویر اور دوسری طرزِ جدید کی دلدادہ ہے عالم نسواں آج سے پچاس سال پہلے کیا جوہر رکھتا تھا مسلمان گھرانوں میں اس وقت کیسے کیسے لعل گدڑیوں میں چمکتے تھے۔ اور مغربی رَو انہیں کس سمت لے جا رہی ہے۔ جوہرِ قدامت کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ مجلد قیمت -/۷٫۵۰ روپے

منازل السائرہ

صالحات کی طرح اس میں بھی ایک لڑکی کی پیدائش سے موت تک کے تمام واقعات اس قدر دلچسپ پیرائے میں لکھے گئے ہیں کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے یہ وہی کتاب ہے جو یونیورسٹیوں کی بڑی جماعت کے کورس میں داخل ہے۔ قیمت -/۱۱ روپے

تربیتِ نسواں

قدامت پسند اور پرستارِ مغرب دو حقیقی بہنوں کے نہایت دلچسپ مگر سبق آموز عبرتناک درد انگیز حالات جدید ایڈیشن زیرِ طبع

(ب) اصلاحی اور معاشرتی افسانے

تمغۂ شیطانی

حد درجہ دلآویز اور سبق آموز افسانہ جس میں امتِ شیطانی کے آٹھ کیرکٹر دکھائے گئے ہیں ان لوگوں کے جو نیک انسان سمجھے جاتے تھے مگر ان کے صرف ایک فعل سے جو بظاہر بہت معمولی بات تھی حلقۂ شیطانی میں

داخل ہوئے۔ قیمت -/۳ روپے

سات روحوں کے اعمالنامے

دنیا کی سات عجیب و غریب روحیں ایک شیطان کی مغفرت کے لئے پیش کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے کہیں ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑیں کہیں آنسو نکل آئیں۔ آخری روح کے کارنامے اس قدر درد انگیز ہیں کہ ہچکی بندھ جائے قیمت -/۳

شہزادیوں کی بپتا

بپتا میں میلہ یا غدر کی ماری شہزادیاں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی لٹی ہوئی شہزادیوں اور بیگمات کی دل ہلا دینے والی کہانیاں جنہیں پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قلعہ کی رہنے والیوں نے وہ وہ مصیبتیں بھگتیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

ستونتی

نہایت دلچسپ سبق آموز قصہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرد کے لئے بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی اور شریف عورت شوہر کے لئے سب کچھ قربان کر کے ایثار کے جوہر دکھا کر دنیا کو محوِ حیرت کر دیتی ہے۔ قیمت ۱/۵۰ روپے

موؤدہ

لڑکیوں کے ترکہ پدری کے متعلق علامہ مغفور کا نہایت مؤثر درد و غم بھرا افسانہ جس میں اس قدر درد و سوز و گداز ہے کہ پتھر سے پتھر دل بھی اس کو پڑھ کر پسیجتے ہی نہیں بلکہ موم ہو جاتے ہیں۔ قیمت -/۲ روپے

بنت الوقت

ہماری مستورات کی تعلیم و تربیت کا بے مثل مرقع وقت کا اندھا دھند ساتھ دینے والی ایک ناعاقبت اندیش لڑکی کا عبرت انگیز انجام قیمت ۲/۵۰

فسانۂ سعید

بیوہ کا نکاح ثانی اسلام کا حکم ہے۔ مگر جس قابلیت سے حضرت مصور غم نے سعید کا نکاح بے سود ثابت کیا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ ہر مسلمان اس کتاب کو پڑھے سعید کی جگر خراش داستان دل ہلا دے گی۔ سوتیلے رشتوں پر مؤثر کتاب ہے۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

سنجوگ

دونت پر بیٹی کی قربانی تاثیر میں ڈوبا ہوا دردناک سبق آموز قصہ جس کا صفحہ صفحہ تیر و نشتر کا کام کرتا ہے۔ آٹھویں بار چھپی ہے۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

Taj Tahir Foundation

(ج) مختصر افسانوں کے مجموعے

علامہ راشد الخیری وہ پہلے بزرگ تھے جنہوں نے اردو زبان میں مختصر افسانہ نویسی کو معراج کمال پر پہنچایا ہے۔ جذبات نسوانی کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی صحیح ترجمانی جس جادو نگاری سے مصوّر غم مصنف نے کی ہے زبان اردو ہمیشہ اس پر ناز کرے گی ناممکن ہے کہ سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی ان افسانوں کو پڑھ کر آنسو بہائے بغیر رہ سکے۔ شہنشاہ ٹریجڈی کے وہ معرکۃ الآرا افسانے جو لٹریچر میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں اور جن پر بڑے بڑے ضخیم ناول قربان ہیں۔ مختلف مجموعوں کی صورت میں شائع کیے گئے ہیں۔

خدائی راج اردو کے سب سے پہلے مختصر افسانہ نگار کے آخری معرکۃ الآرا افسانوں کا بے مثل مجموعہ جس میں حیات انسانی کی بعض پیچیدہ گتھیاں سلجھائی گئی ہیں۔ پلاٹ، مکالمہ۔ کردار نگاری جذبات نگاری۔ مناظر نویسی غرض ہر اعتبار سے یہ مجموعہ اردو کے بہترین افسانوں میں سے ہے۔ اس میں علامہ مغفور کے شاہکار افسانے ہیں۔ پانچویں بار۔ قیمت -/۴ روپے

جوہرِ عصمت (۱) سبق آموز افسانے مظلوم بیوی کا پاک جذبہ عرفان ایک شریف اور معزز خاندان کا شخص بُری صحبتوں کی وجہ سے لاکھوں کا گھر خاک کر کے جیل خانہ پہنچنے والا ہوتا ہے کہ مظلوم بیوی کی کوششوں سے اس طرح رہائی حاصل کرتا ہے کہ بڑھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔ (۲) بھنور کی دولہن (۳) اگلی صحبتیں (۴) فسانہ تنویر (۵) بے گناہ کا قتل۔ (۶) بھاوج کا کینہ (۷) ماموں رشید کا دربار اور ایک سچی عورت (۸) عدلِ جہانگیری (۹) بلبل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہزاد (۱۱) برقع کی مستحق (۱۲) غلط فہمی۔ خاتمہ بالخیر۔ ان تیرہ افسانوں کا مجموعہ جوہرِ عصمت ہر شریف مرد اور ہر شریف عورت کی نظر سے گذرنا چاہیے۔ بہت مشہور و مقبول ہے۔ نویں بار چھپی ہے۔

قیمت ۵/۵۰ روپے

قطراتِ اشک آنسوؤں کے بادشاہ کی افسانہ نگاری اور مضمون نویسی کے دور اوّل کے بہترین نمونے جو شہرت دوام حاصل کر چکے ہیں۔ بدنصیب کا لال۔ رؤیائے مقصود۔ دار المغرور۔ چاندنی چوک کا جنازہ۔ مظلوم کی فریاد۔ سند کا خط۔ جھولے کی یاد۔ خصومت و حسینہ۔ ساوان کی بیڑیاں۔ مشہور افسانے اور مضامین ہیں۔ آٹھواں ڈیشن قیمت -/۴

سیلابِ اشک حضرت مصورِ غم کے سات دردانگیز افسانے۔ (۱) پرستارِ محبت (۲) طلاقن کا سفید بال (۳) بلوچن کے تعق بنگ (۴) حج اکبر (۵) بدلِ گلبدن (۶) بے قصور بچی (۷) ثریا کا تخیل۔ ہر افسانہ علامہ مغفور کی مقبول و مشہور طرز تحریر کا نمونہ ہے۔ قیمت -/۳ روپے

طوفانِ اشک رواج کی چوکھٹ پر مظلوم عورتوں کی قربانیاں۔ جس میں یہ ۱۲ دل ہلا دینے والے افسانے ہیں۔ رواج کی بھینٹ۔ کلنک کا ٹیکہ۔ بیوی کی صحبت۔ محروم وراثت۔ سوتیلی ماں کا آخری وقت۔ توصیف کا خواب۔ شہیدِ معاشرت وغیرہ۔ ساتویں بار چھپا ہے۔ قیمت -/۴ روپے

رودادِ قفس حضرت علامہ مغفور کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی نظموں کا مجموعہ۔ مظلوم حسینہ روضۂ اقدس پر۔ اسلم کا خط شوہر کے نام۔ ماں کا پیام بہر خواب کا دم واپسیں۔ التجائے قیصر بیٹیوں کی فریاد بچپن کی یار۔ عہد کا کرتہ۔ سہیلی کا خط وغیرہ وغیرہ معمولی نظمیں نہیں بیکس و مظلوم عورتوں کے جگر خراش ناکے اور مسلمان گھرانوں کے عبرت انگیز معاشرتی مناظر ہیں۔ علامہ مرحوم کو جذبات نگاری میں جو کمال حاصل تھا وہ پورے طور پر ان نظموں میں نمایاں ہے۔ یہ وہ نظمیں ہیں جنھیں پڑھ کر دل دردمند تڑپ اٹھتے ہیں۔ حصہ دوم گرفتار قفس بھی اسی میں شامل ہے۔ آٹھ دفعہ یہ کتاب چھپی ہے۔ قیمت ۳/۵۰ روپے۔

گوہرِ مقصود خیالستان کی پری اور لعل کی تلاش۔ علامہ مغفور کے دو مشہور دردناک افسانے بے حد دلچسپ اور سبق آموز قیمت ۱/۵۰ روپے

مزاحیہ افسانے

نانی عشّو مقبول و مشہور مزاحیہ افسانہ نانی عشو کے ساتھ ایسے ہی تین اور نہایت دلچسپ قصے ہیں۔ رفاہی۔ عرب اور گلشن۔ سحر کا ظرافت جہاں ہنسی کے ساتھ ان افسانوں میں آنسو بھی ہیں۔ قیمت -/۲ روپیہ

ولایتی ننھی نانی عشو کے دادا لال بجھکڑ کے سلسلہ کی مشہور مزاحیہ افسانہ جس کے ہر صفحہ پر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں۔ بی ننھی نے بڑھاپے میں وہ سوانگ بھرے ہیں کہ بس پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کئی بار چھپا ہے۔ قیمت ۱/۵۰ روپے۔

دادا لال بجھکڑ مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری ٹریجڈی یعنی داستانِ غم لکھنے میں تو اپنا ثانی رکھتے ہی نہ تھے ہنسی مذاق کے افسانے بھی لکھے تو ایسے پُرلطف کہ بے ساختہ مصورِ غم کی خوش طبعی اور ظرافت نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس مجموعہ میں

Taj Tahir Foundation

۴ مزاحیہ افسانے ہیں۔ قیمت -/۲ روپے

(د) تاریخ و سیر ادب و آثار

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف۔ پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں آپ یہی کتاب پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے فخر کے ساتھ ملاتی ہیں۔ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جا سکے۔ نثر کے ساتھ ساتھ جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے کہ اہل دل تڑپ اٹھیں۔ کیونکہ تمام اشعار خود علامہ مغفور ہی کے ہیں۔ آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے سترہ دفعہ چھپا ہے آفسٹ کی چھپائی مجلد ہے قیمت ۴/۲۵

سیدہ کا لال

شہادت کی مکمل و مفصل تاریخ حصہ اول مکمل تاریخ شہادت ہے۔ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور جناب سیدہ کے فضائل سرور کائنات صلعم کی رحلت۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شہادتیں اور دردناک مرثیے۔ جنگ جمل جنگ صفین کا مکمل بیان۔ شیعہ سنی اختلاف کی ترقیاں۔ بنی امیہ کی کوششیں امیر معاویہؓ کی سیاست۔ امام حسنؓ کی شہادت۔ یزید کی حکومت کی پوری کیفیت جس سے واقعہ کربلا کے صحیح اسباب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ دوسرا حصہ مراثی کربلا ہے حضرت مسلمؓ ان کے بچوں اور حضرت حرؓ کی شہادت بی بی زینبؓ کا میدان کربلا میں بے مثل ایثار۔ شہادت حضرت عباسؓ حضرت قاسم حضرت اکبر۔ کربلا کا ننھا شہید بیمار صغرا کا خاصہ سیدہ کے لال کی شہادت۔ خاندان برباد۔ سرائیاں ابن زیاد اور یزید کے دربار۔ شیعہ سنی اختلاف پر تبصرہ۔ قاتلان حسین کا انجام اور خدائی فیصلہ۔ یوں تو تمام کتاب اس قدر درد انگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جا سکتی مگر نثر میں جو مرثیہ علامہ مغفور نے لکھے ہیں ان کی ایک ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے۔ ادب لطیف کے علاوہ جو کتاب کی جان ہے۔ شہادت کا اس قدر مفصل اور مکمل درد انگیز اور موثر بیان کسی کتاب میں نہیں تعلیم یافتہ عورتیں اور مرد شیعہ ہوں یا سنی شہادت کی یہی کتاب پڑھتے ہیں۔ یا مجلسوں میں پڑھواتے یا سنتے ہیں۔ ۱۹ دفعہ چھپا ہے، مجلد ہے۔ قیمت -/۱۰ روپے

الزہرا

اردو زبان میں جگر گوشۂ رسول سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمہ کی بہترین سوانح عمری جو بتاتی ہے کہ میاں بیوی کو کس طرح رہنا چاہیے۔ بچوں کی پرورش کس طرح کرنی چاہیے۔ دنیا کے ساتھ دین کس طرح میسر آتا ہے۔ واقعات اس قدر درد انگیز کہ ہچکی بندھ جائے۔ آخر میں واقعہ کربلا کا مختصر بیان اور مصور غم کا سچا قلم۔ ۱۴ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۴/۵۰ روپے

نوبت پنج روزہ

شاہجہاں آباد اجڑ چکا مگر اس کے کھنڈر اب تک مٹنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں۔ اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے مہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ آج سے سو سال پہلے دلی کیا تھی۔ بادشاہ کا جلوس قلعۂ معلیٰ کی بہاریں شاہی جھمگٹے، میلے تماشوں کا رنگ۔ دربار کی کیفیت۔ قطب صاحب کے مقبرے۔ پیر غیب شاہ بڑے اور کوٹلہ کے جشن۔ شہر آبادی کی چہل پہل ہندو مسلمانوں کی معاشرت، رمضان، عید، سلونوں سالگرہ کے تزک و احتشام شادی بیاہ کی رسوم غرض دور گذشتہ کی بہار اگر دیکھنی ہو تو نوبت پنج روزہ یعنی وداع ظفر ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اور اس قدر درد انگیز پیرائے میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلوا دیتی ہیں۔ پانچویں نوبت وہ ہے جب دلی سے بادشاہ کو وداع کیا۔ جنگ آزادی کے واقعات مخبروں کا ظلم مظلوموں کی حالت زار۔ دہلی کی بربادی عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے پیہم مصائب ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ بادشاہ کی تصویر اور تین عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ دسویں بار چھپی ہے۔ قیمت مجلد -/۶ روپے

تاریخی ناول

آفتاب دمشق

خلیفہ اول کے عہد کی لڑائیاں تسخیر شام کے لئے مسلمانوں کی سرفروشی کی داستان ہلال و صلیب کے مقابلے سنہ ۲۸ء میں تو ساری بھارت میں اسلامی تاریخ کے اس نہایت دلکش اور درد ناک ناول کے دو گجراتی ترجمے دو صاحبوں کے کئے ہوئے بیک وقت شائع ہوئے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ادیب فاضل کے نصاب میں ہے۔ گیارہویں بار قریب الختم قیمت -/۵ روپے

ماہ عجم

فاروق اعظم کے عہد مبارک کا بے نظیر تاریخی ناول سلطنت ایران پر قابو پانے کے لئے مسلمانوں کے بے مثل جنگی کارنامے اسلام اور نصرانیت کی لڑائیاں، کفر و ایمان کے معرکے ملکہ ایلا کا دردناک افسانہ ممکن نہیں کہ آپ پڑھیں اور آنکھ سے آنسو نہ گریں مشرق کی تاریخی ناولوں میں اس پایہ کی ٹریجڈی دوسری نہیں۔ گیارہویں بار قریب الختم قیمت -/۵

Taj Tahir Foundation

شاہین و درّاج

حسن سوگوار اور عشق نامراد کا دردناک قصہ جس نے مصنف کی سحر نگاری کا بڑے بڑے ادیبوں کو قائل کر دیا تھا۔ بہ لحاظ جذبات نگاری اور زور قلم اردو ناولوں میں ممتاز درجہ رکھتا ہے۔

قیمت -/۲ روپے

مضامین کے مجموعے

قرآنی قصے

اُن نبیوں اور رسولوں کے مقدس حالات جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے حضرت علامہ راشد الخیری نے یہ قصے مسلمان لڑکیوں کے لیے ان کی سمجھ کے مطابق انہیں کی زبان میں مگر اپنے خاص رنگ میں لکھے تھے۔ عورتوں کے لیے نبیوں کے حالات میں بہترین کتاب ہے جس کا درجہ باعتبار ادب بھی نہایت بلند ہے۔ قیمت -/۵ روپے

زیور اسلام

مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کے لیے نہایت موثر مضامین جن سے انھیں معلوم ہوگا کہ ان کی ہستی کیا معنی رکھتی ہے۔ اور آئندہ زندگی کو خطرات سے بچا کر ایک مسلمان کی حیثیت سے باطمینان زندگی کس طرح گذاری جا سکتی ہے۔ خدا اور اس کے بندوں کے ان پر کیا حقوق ہیں۔ اور انہیں دینی و دنیاوی فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ کس طرح انجام دینے چاہئیں خشک سے خشک موضوع کو اس قدر لطیف اور دلآویز پیرایہ میں علامہ مغفور نے بیان فرمایا ہے کہ ممکن نہیں کہ طبیعت ذرا اکتا جائے۔ اس مجموعہ مضامین گراں بہا اسلامی معلومات ہیں۔ قیمت -/۵۰ر۴ روپیہ

عروس مشرق

یورپ کی اندھا دھند نقالی اور مغربی تہذیب کے زہر آلود اثر سے محفوظ رکھنے کے لیے حضرت مصور غم رح نے اپنے مخصوص طرز میں جو مضامین تحریر فرمائے تھے اُن کا مجموعہ اُن مضامین میں ان مشرقی خوبیوں کو جو روز بروز مٹ رہی ہیں اور جن پر برصغیر کے بسنے والے ناز کرتے تھے مؤثر پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

گدڑی میں لعل

لڑکیوں اور عورتوں کو سگھڑ سمجھدار کفایت شعار بننے اور کامیاب زندگی بسر کرنے کے لیے خانہ داری کے متعلق نہایت ہی مفید مشورے دلنشین پیرایہ میں یہ کتاب زنانہ لٹریچر میں بیش بہا اضافہ ہے یہی ہیں وہ مضامین جنھوں نے دس بیس سو پچاس نہیں ہزاروں عورتوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا اور وہ کامیاب گھر والی بن کر خوشگوار زندگی گذارنے لگیں۔ قیمت -/۵ روپے

نالۂ زار

خواتین ہند کے محسن اعظم کے دردانگیز مضامین جن میں عورتوں کی مختلف حیثیت پر بحث ہے۔ وہ مضامین ہیں جو زنانہ لٹریچر میں عرفانی ہیں نالۂ زار میں عورتوں کی مظلومیت کا مرقع اور ان کے مصائب و آلام کی دردانگیز داستانیں ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں قیمت ۳/۲۵

احکام النسواں

عورتوں کے متعلق قرآن مجید کے احکام اور ان کی تفسیر جو رسالہ بنات میں کئی سال مسلسل شائع ہوئی تھی۔ مولانا رازق الخیری نے بڑی محنت سے تمام احکام جمع کیے ہیں۔ تمام ضروری احکام کی تشریح عام فہم اور صاف ستھری زبان میں ہے۔ زنانہ لٹریچر میں یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے قیمت ۴/۵

مسلمان عورت کے حقوق

حقوق النسواں کے سلسلہ میں وہ مضامین جو ہزاروں انسانوں سے آنسوؤں کا خراج حاصل کر چکے ہیں جو مرد خانگی زندگی خوشگوار بنانے کے آرزومند ہیں جو عورتیں معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ اسلام میں ان کی کیا وقعت ہے وہ اس مجموعے کا مطالعہ کریں قیمت -/۲

دعائیں

حضرت مصور غم کی سب سے آخری تصنیف ہم اپنے مقاصد کی کامیابی کے لیے دعا تو مانگتے ہیں مگر نہ دعا مانگنی آتی ہے نہ دعا سمجھتے ہیں علامہ مغفور نے اپنے مخصوص رنگ میں نثر و نظم کی یہ دعائیں لکھی تھیں۔ قرآن مجید کی دعائیں پیغمبروں کی دعائیں سرور کائنات کی دعائیں درود شریف میں ڈوبی ہوئی ہیں

قیمت -/۲ روپے

شادی کا انتخاب

کوئی خاندان ایسا نہ ہوگا جہاں والدین پریشان نہ ہوں کہ جوان لڑکیاں بیٹھی ہیں۔ اور موزوں بر نہیں جُڑتا۔ لڑکیاں شادی کے وقت کیا کریں۔ اسلام نے ان کو کیا حق دیا ہے۔ شادی کے وقت کن باتوں کو دیکھنا چاہیئے۔ یہ مسائل ان مضامین میں سلجھائے گئے ہیں جو متفرق رسالوں میں بکھرے پڑے تھے مولانا رازق الخیری نے ان کو یکجا کر دیا ہے۔ چوتھا اڈیشن قیمت -/۳ روپے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

علامہ راشد الخیری اکیڈمی دفتر عصمت کراچی ۳

مولانا رازق الخیری کے قلم سے

مسلمانوں کی مائیں

رسول اکرم صلعم کے نکاحوں پر غیر مسلموں کے ایک ایک اعتراض کا جواب تاریخ اور نفسیات کی روشنی میں اور ازواج مطہرات کے نہایت مفصل جامع حالات دلچسپ پیرایہ میں۔
دوسرا اڈیشن قریب الختم قسم دوم ۔/۱۱ روپے

رسول اکرم کی بیٹیاں

سرورِ کائنات کی بیٹیوں کے سبق آموز نتیجہ خیز حالات دلچسپ پیرایہ بیان۔ تیسرا اڈیشن قیمت ۔/۴ روپے

خواتین قریش

ان جانباز۔ شجاع۔ بہادر خواتین کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلعم کی زیارت کی اور اسلام پر سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ زیر طبع قیمت ۔/۴ روپے

سیدہ کی بیٹی

حضرت زینب کبریٰ کی مفصل مکمل اور درد و اثر میں ڈوبی ہوئی سوانح عمری۔ کربلا کا بیان اس قدر درد انگیز کہ آنسو نکل آتے ہیں۔ مقبولیت کی یہ کیفیت ہے کہ ۸ مرتبہ چھپی ہے۔ قیمت ۸/۵۰ روپے

ابوجہل اور عکرمہ

بے نظیر تاریخی داستان جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا اور مجاہدانہ اسپرٹ پیدا ہوتی ہے۔ زبان اور بیان کے لحاظ سے نہایت ہی دلآویز ہے۔ قیمت ۔/۹ روپے

سوانح عمری علامہ راشد الخیری

بیسویں صدی کے مصلح اعظم اور اردو کے عظیم المرتبت مصنف حضرت مصورِ غم کی سوانح عمری جس میں گھریلو زندگی اور ذاتی حالات بھی ہیں اور اُن صدی پہلے کی معاشرت بھی دکھائی گئی ہے۔ جدید اڈیشن زیر کتابت ہے۔ قیمت ۔/۴۰ روپے کے قریب ہوگی۔

وداعِ راشد حضرت مصورِ غم کی علالت اور رحلت کا بیان نثر میں اس پائے کے مراثی بہت ہی کم ہیں چوتھی بار قریب الختم ۔/۱

عصمت کی کہانی ابتدائی ۲۸ برس کے حالات تیسرا اڈیشن قریب الختم ۔/۱

سفرنامہ مشرقِ وسطیٰ عراق۔ شام۔ ایران لبنان کی ۵ ہفتے کی سیاحت کے مشاہدات اور تاثرات دوسرا اڈیشن زیر طبع قیمت ۔/۴ روپے

سفرنامہ مشرقی پاکستان ۳ پھیروں میں ۵ ہفتے کی سیاحت کے تاثرات اور شہ سے ۱۹۷۱ء تک کی سیاسی تبدیلیوں پر تبصرہ ۔/۷

تصانیف نامور لکھنے والیوں کی

ننگے پاؤں

محترمہ آمنہ نازلی کے مختصر افسانوں کا دوسرا مجموعہ ہے۔ "جذبات، کردار کی تصویر کھینچنے میں محترمہ آمنہ نازلی کو ملکۂ خصوصی حاصل ہے۔ زبان نہایت پاکیزہ۔ ظرافت بے پناہ لیکن سنجیدہ (انقلاب لاہور)
مجلد مع ڈسٹ کور قیمت ۔/۷ روپے

دوشالہ

اردو میں سب سے پہلے جس خاتون کے طبع زاد مختصر ڈراموں کا مجموعہ شائع ہوا ہے وہ محترمہ آمنہ نازلی ہیں۔ "محترمہ آمنہ نازلی ملک کی ان چند لکھنے والیوں میں سے ہیں جن پر ہماری زبان ہمیشہ ناز کرے گی۔ (ڈاکٹر اعظم کریوی) ڈرامہ کی ترکیب اور ساخت بالکل فطرتی اور بے ساختہ پھر دیہاتیوں اور عورتوں کی زبان بے حد دل فریب کرداروں میں غریب بھی ہیں امیر بھی سب کا نقشہ اتنا صحیح کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ تیسری بار قیمت ۔/۴ روپے

مالی کی بیٹی

اردو کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی ناول نگار خاتون محترمہ نذر سجاد حیدر کا نہایت دلکش ناولٹ۔ مرحومہ کے ناولوں اور افسانوں میں اسے شاہکار کہا جاتا ہے۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

نیک بیبیاں

محترمہ ڈاکٹر شائستہ سہروردی نے دورِ گذشتہ کے ان بڑے گھرانوں کی خواتین کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں جن کی پیروی آج کی خواتین کی بہت سی مشکلات دور کر دے گی۔ نتیجہ خیز بہت دلچسپ۔
دوسرا اڈیشن زیر طبع قیمت ۔/۳ روپے ہوگی

ناشتہ

مختلف مقامات کے صبح شام کے ناشتے حصہ دوم میں ۳۰ دن تک ۲۰ مختلف ناشتے نویں بار چھپی ہے۔
قیمت ۔/۳ روپے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنے کی بے نظیر کتاب

عصمتی دسترخوان

ترکی اور عربی کھانے	انگریزی اور جرمنی کھانے
کشمیری اور حیدر آبادی کھانے	گجراتی اور پنجابی کھانے
بنگالی اور بہاری کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے
پشاوری اور سندھی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے

عصمتی دسترخوان کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں، اس لئے صحیح ہیں۔ اور اوزان بالکل درست۔ ہندو پاک کے ہر حصہ کی تقریباً ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور محترمہ آمنہ نازلی نے یہ کتاب بڑی محنت سے مرتب کی ہے۔ ایک ایک چیز کی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب نہ ملے گی۔

کباب، چاول سلونے میٹھے سویاں، کھیر فیرنی سامنہ اور ترکاری کے سالن، مچھلی، مرغ۔ دالیں مٹھائیاں حلوے چٹنیاں مربے اچار ہر چیز کی درجنوں بڑی اچھی ترکیبیں ہیں۔

اٹھارہ دفعہ چھپی ہے مجلد مع ڈسٹ کور قیمت ۱۰/- روپے

مشرقی مغربی کھانے

حصہ دوم عصمتی دسترخوان جو مضامین کے لحاظ سے حصہ اول سے بھی بڑھ گیا ہے۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ترکیبیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ روسی، انگریزی، جرمنی اور اطالوی کھانوں کی اچھی اچھی ترکیبیں ہیں۔ ۱۷ دفعہ چھپی ہے۔

قیمت مجلد ۱۰/- روپے

قسم دوم غیر مجلد معمولی کاغذ ۷/۵۰ روپے

شاہی دسترخوان

رکابدار لطافت علی خاں رامپوری کا۔ بادشاہوں۔ نوابوں

راجاؤں رئیسوں کے مطبخ خانوں میں جو کھانے تیار ہوتے تھے جن کی ترکیبیں سینہ بسینہ چلی آرہی تھیں۔ رکاب دار صاحب نے انہیں بڑی محنت سے قلمبند کیا ہے۔ اور اس احتیاط سے کہ شاہی کھانے کم از کم لاگت میں تیار ہو جائیں۔ اور ان کی لذت میں فرق نہ آئے۔ سالن قورمے وغیرہ کی بھ مرغ کباب تکس مچھلی۔ حلوے مٹھائیاں۔ روٹی۔ بریانی۔ پلاؤ۔ ہر باب الگ ہے۔ اور ایک ایک چیز کی کئی کئی ترکیبیں۔ حال میں پانچواں اڈیشن شائع ہوا ہے

قیمت ۷/۵۰ روپے

ناشتہ

صبح وشام کے ناشتے مختلف شہروں مختلف علاقوں کے۔ حصہ دوم میں محترمہ آمنہ نازلی نے ۳۰ دن کے ۳۰ مختلف ناشتے قلمبند کئے ہیں۔ یہ کتاب ۸ مرتبہ شائع ہوئی ہے۔ قیمت ۳/- روپے

مذاقیہ کھانے

یا دولھا بھائی کا دسترخوان۔ بہنوئی نندوئی اور سہیلیوں سے مہذب مذاق کی دل پسند کتاب آٹھویں بار شائع ہوئی ہے۔

قیمت ۱/۲۵ روپے

عصمتی ہنڈکلیا

بچیوں کو کھانا پکانا سکھانے کی مقبول و مشہور کتاب جس میں

۱۰۰ سے زیادہ

کھانوں کی ترکیبیں ہیں۔ جدید اڈیشن زیر طبع۔

قیمت ۳/۰ روپے

Taj Tahir Foundation

زنانہ دستکاری کی مشہور و مقبول کتابیں

کراس اسٹیچ ورک

دوسوتی کا کام یا ترچھے ٹانکے کا کام اردو میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے جو نہ صرف دستکاری سے ناواقف لڑکیوں کے لئے بہترین استانی ہے بلکہ ان خواتین کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔

بیلیں سادی اور گوشہ داری کونے گلدستے بوٹی خانے کے غلاف ٹوکریاں باسکٹ، پرند چوپائے، میز پوش حروف عبارتیں کل ۱۲۲ بہترین نمونے۔

خوب واضح اور دیدہ زیب مصوری چھپائی صاف نفیس۔ کتابت اچھی۔

چھٹا ایڈیشن۔ قیمت ۴/۵۰ روپے

موتیوں کا کام

مرتبہ۔ محترمہ آمنہ نازلی

چوتھا ایڈیشن قیمت -/۸ روپے

۲۷ ماہر دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے بیلوں لیسوں، خوان پوشوں پردوں کی جھالروں فریموں وغیرہ کے قسم قسم کے بہتر سے بہتر نمونے دیئے گئے ہیں۔

غریبوں کے لئے روزی کمانے کا یہ کتاب بہترین ذریعہ ہے۔ تو امیروں کے لئے دل بہلانے کا سفید عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔

سلمہ ستارے کا کام

مرتبہ۔ مرحومہ خدیجہ بائی بمبئی

چوتھا ایڈیشن۔ قیمت -/۷ روپے

کتاب ۵ حصوں میں منقسم ہے جن میں ۲۲۶ نمونے دیئے گئے ہیں اور ہدایات اور ترکیبیں بہت آسان پیرایہ میں لکھی گئی ہیں۔ یہ برصغیر کی نامور دستکار خدیجہ بائی مرحومہ کی محنت کا نتیجہ ہے۔

نمونے وضع وضع اور قسم قسم کے ہیں۔

کاغذ سفید عمدہ ہے۔

بہت مقبول کتاب ہے۔

اونی کام سلائیوں سے

فن بننگ پر نہایت قابل قدر کتاب جس میں بنائی کے متعلق مضامین اور ہدایتیں عام فہم پیرائے میں بچوں کی اونی ٹوپی کے ۵ اور بچوں کے مردانہ موزوں کے نہایت عاف اور خوبصورت نمونے اور بچوں کے لئے اونی بنیان۔ فراک نیکر بے بی کوٹ کے ۱۰ اسویٹر کوٹ سلپ اور جرسی وغیرہ کے نمونے مختلف قسم کی بناوٹ اور بیلیں ۱۶ ترکیبیں ان کے علاوہ ہیں مختلف چیزیں مثلاً جمپر و اسکٹ زنانہ بنیان اونی مفلر۔ گلوبند وغیرہ کل تعداد ۵۶ مع بلاک کے نمونے۔

چھٹا ایڈیشن قیمت -/۵ روپے

جالی کا کام

مرتبہ :- محترمہ صفیہ خانم

چوتھا ایڈیشن قیمت ۴/۵۰ روپے

ملک کی قدیم صنعت پر دیدہ زیب خوشنما متعدد وضع اور قسم کے نمونے اور ہدایات، بیلیں، فیتے، لہریں، مرکز، حاشیے کونے جانور، گلدستے وغیرہ وغیرہ بلاک کے بہت سے نمونے ہیں۔

کروشیا کا کام

مرتبہ :- محترمہ زہرہ غلام محمد شیخ

قیمت ——— -/۲ روپے

پہلا ایڈیشن جوہر نسواں کا خاص نمبر بہت مقبول ہوا تھا اب خواتین کے اصرار پر دوبارہ چھاپا گیا ہے اس میں فن کروشیا کے متعلق کار آمد مضامین ہدایتیں اور جاذب نظر نمونوں کے ساتھ ترکیبیں دی گئی ہیں۔

خواتین کی دستکاریاں

گھر بیٹھے کیا کیا کام کر کے پردہ نشین خواتین اپنی مالی مشکلات دور کر سکتی ہیں۔ اس موضوع پر یہ کتاب شائع ہوئی تو اوپر تلے ۳ ایڈیشن نکل گئے تھے کیونکہ اس میں بہت دل سوزی اور دردمندی سے کم استطاعت خواتین کو مشورے دیئے گئے تھے۔ چوتھی بار چھپی ہے

قیمت ۲/۵۰ روپے

مولانا رازق الخیری کے قلم سے

مسلمانوں کی مائیں پیغمبر اسلام کی ازواج مطہرات کے مفصل حالات اور رسول اکرم کے نکاحوں پر غیر مسلم مورخین کے اعتراضات کا مدلل جواب تاریخ نفسیات و منطق کی رو سے۔ دوسری بار، مجلد قسم دوم۔ قیمت ۶۰۔۵۰ روپے

رسول اکرم کی بیٹیاں تاریخی تحقیقی حالات بنات الرسول کے دوسرا اڈیشن قیمت ۲۰۔۵۰ روپے

سیدہ کی بیٹی حضرت زینب کبریٰ کے حالات۔ واقعۂ کربلا اور اس کے بعد کا بیان۔ ساتواں اڈیشن۔ غیر مجلد قسم دوم قیمت ۳ روپے

ابوجہل و عکرمہ آغاز اسلام کی ایک دلآویز تاریخی داستان۔ جس کے مطالعے سے جہاد کی سپرٹ پیدا ہوتی ہے۔ بار دوم قیمت ۶ روپے

سوانح عمری علامہ راشد الخیری بیسویں صدی کے مصلح اعظم کے علمی و ادبی کارناموں کا تفصیلی بیان اور ذاتی اوصاف کا [illegible] سچے واقعات میں ناول کی سی دل آویزی۔ قسم دوم قیمت ۱۰ روپے

وداع راشد علالت اور وفات کا حال نثر میں مرثیہ کا بہترین نمونہ۔ بار سوم ۵۵ پیسے

سفرنامہ مشرقِ وسطیٰ عراق، شام، اردن، لبنان کی ۶ ہفتوں کی سیاحت کے مشاہدات و تاثرات جس سے معلومات میں دلچسپ اضافہ ہوگا۔ قیمت ۵ روپے

سفرنامہ مشرقی پاکستان ۳ پھیروں میں ۵ ہفتے کی سیر و سیاحت کے تاثرات ۱/۲ روپے

عصمت کے ۶۲ سال مشہور و معروف رسالہ عصمت کے ۶۲ سال کی داستان۔ زیر طبع

عصمت کی کہانی عصمت نے [illegible] یعنی پہلے ۲۵ سال کس طرح گزارے۔ [illegible] ۵۵ پیسے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

علامہ راشد الخیری اکیڈمی دفتر عصمت کراچی

محترمہ آمنہ نازلی کی تصنیفات و تالیفات

ادبی تصانیف

دو شالہ ۱۶ مختصر ڈراموں اور خاکوں کا مجموعہ۔ تیسرا اڈیشن۔ قیمت ۳/۰ روپے

ہم اور تم شگفتہ اور نتیجہ خیز مختصر افسانوں کا پہلا مجموعہ۔ قیمت ۳/۰ روپے

[illegible] مختصر افسانوں کا دوسرا مجموعہ۔ مجلد مع ڈسٹ کور۔ قیمت ۵/۰ روپے

دولت پر قربانیاں روپے کے لالچ میں تعلیم یافتہ لڑکیوں کی شادی کا دردناک انجام جدید اڈیشن زیر طبع

تاریخی لطیفے دنیا کے نامور مصنفوں، شاعروں، بادشاہوں، شہزادیوں کی بذلہ سنجی •

ہنسی کی باتیں عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں، مہذب ظرافت کی کتاب۔ قیمت •

عقل کی باتیں بڑے بڑے پیغمبروں، بادشاہوں، ادیبوں اور فلاسفروں کے زریں اقوال ۱/۰ روپے

کھانے پکانے اور زنانہ دستکاری کی کتب

عصمتی دسترخوان تجربہ کی ہوئی ترکیبیں ایک ایک کھانے کی متعدد۔ ۷ واں اڈیشن زیر طبع ۶/۰ روپے

مشرقی مغربی کھانے عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ۔ آزمودہ ترکیبیں کارآمد مضامین۔ ۳/۰ روپے

عصمتی ہنڈکلیا بچیوں کے لئے سوا سو کھانوں کی ترکیبیں مع ہدایات ۷۵/۰ پیسے

ناشتہ ہر صوبہ اور ہر طبقہ کے صبح شام کے ناشتے حصہ دوم میں ۲۰ مکمل ناشتے ۲۵/۱ روپے

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کو کیا غذا دینی چاہیے اور وہ کس طرح تیار ہوتی ہے۔ جدید اڈیشن زیر طبع

بیماروں کے کھانے نہ صرف کھانوں کی ترکیبیں بلکہ لائق ڈاکٹروں کے قابل قدر مضامین ۱/۰ روپے

مذاقیہ کھانے سہیلیوں سے مذاق ہے، [illegible] سے شائستہ مذاق ۵۰/۰ پیسے

گوشت کھانے بہت سے عمدہ کھانے [illegible] کھائے جاسکتے ہیں۔ زیر طبع

سوئیوں کا کام [illegible] ۵۰/۰ روپے

عصمتی کشیدہ کشیدہ کاری کے [illegible] نمونے۔ [illegible] زیر طبع

علامہ راشد الخیری اکیڈمی دفتر عصمت کراچی

Registered No. S. 1055

ISMAT

Karachi-3 Pakistan

Phone: Office: 514496 / Res.: 610872

Premier Literary and Cultural Magazine

Editor RAZIQ - UL - KHAIRI

March 1977

ESTD. 1908

نہایت موثر اسلامی معاشرتی مضامین کا مجموعہ

تصانیف علامہ راشد الخیری

ناول و افسانے

بزم آخر (مجلد)	۵/-
شام زندگی (مجلد)	۵/-
شب زندگی مکمل مجلد	[illegible]
طوفانِ حیات (مجلد طباعت آفسٹ)	۴/-
جوہر عصمت	۵/۵۰
نانی عشو	۴/-
نوحۂ زندگی	۳/-
صالحات (مجلد)	۶/-
تمغۂ شیطانی	۲/۵۰
فسانۂ سعید	۲/۰۰
بنت الوقت	۲/۰۰
جوہر قدامت (مجلد)	۶/۵۰
سیلابِ اشک (طباعت آفسٹ)	۳/-
قطراتِ اشک	۴/-
ستونتی	۱/۵۰
موؤدہ	۲/-
شاہین و دراج	۲/-
سات روحوں کے اعمال نامے	۲/۵۰
صبح زندگی	۱۰/-
منازل السائرہ	۱۲/-
شہزادیوں کی بیتا	[illegible]
طوفانِ اشک	[illegible]
خدائی راج	[illegible]
روداد قفس (نظمیں)	[illegible]
ولایتی نخفی	[illegible]
دادا لال بجھکڑ	[illegible]
گوہر مقصود	[illegible]
عروس کربلا	[illegible]

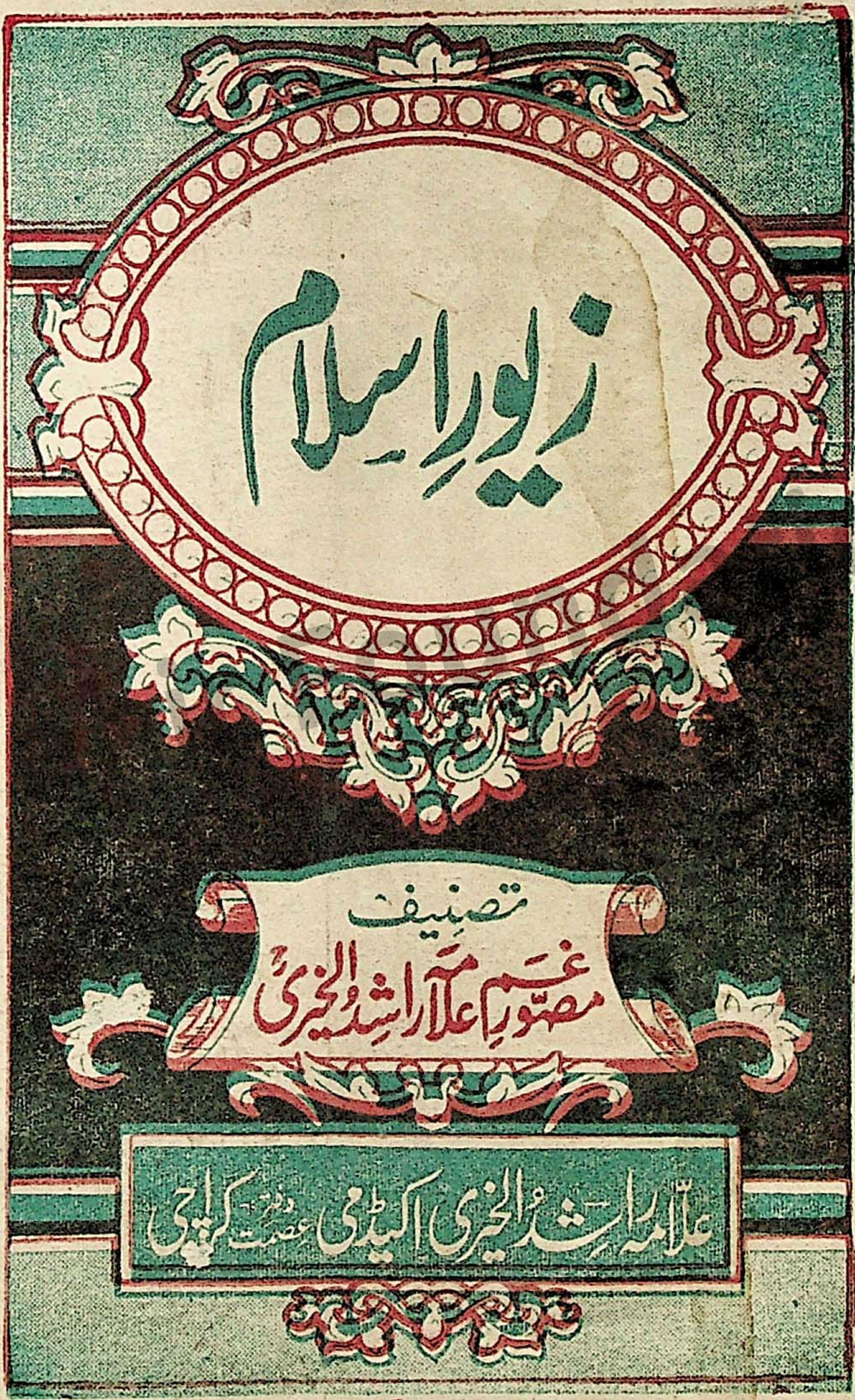

قیمت ۳/۵۰ روپے